ڈاکٹر خالد ندیم

استاد شعبہ اردو، سرگودھا یونیورسٹی، سرگودھا

جگن ناتھ آزاد کے چند اقبالیاتی مکاتیب

Dr. Khalid Nadeem

Department of Urdu,University of Sargodha, Sargodha.

Some Iqbalian letters of Jagan Nath Azad

"Iqbal Study" is a vast field of literature & philosophy and ideology of Allama Mohammad Iqbal is being discussed in all over the world. Generally research & critical articles and books are read but the letters containing "Iqbal Study" are ignored. In this paper, the eleven letters of Professor Jagan Nath Azad (05-12-1918 to 24-07-2004), the Indian experts of "Iqbal Study" to Dr. Rafi ud Din Hashmi (Birth:1st April 1942), Pakistani Intelectual, are presented. In these letters, letter-writer informs his Iqbalian activities in detailed, expresses his desire to publish his articles and books in Paksitan and seems to fulfil the demands of Dr. Hashmi. These letters show the history of a specific period of "Iqbal Study" in 20th century.

جگن ناتھ ۵/دسمبر ۱۹۱۸ء کو عیسیٰ خیل، ضلع میانوالی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد تلوک چند محروم (یکم جولائی ۱۸۸۷ء-۶/جنوری ۱۹۶۶ء) زندگی بھر تدریسی شعبے سے وابستہ تھے۔ ۱۹۰۸ء میں اقبال یورپ سے واپس لوٹے تو ان کے استقبال میں لکھی گئی محروم کی ایک نظم 'سلام و پیام' ''مخزن'' (نومبر ۱۹۰۸ء) میں شائع ہوئی۔ اس نظم کو پڑھ کر اقبال نے ۴/جنوری ۱۹۰۹ء کو انھیں شکریے کا خط لکھا۔ (یہ خط اب ''خطوطِ اقبال'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے)

جگن ناتھ نے ۱۹۳۳ء میں رام موہن رائے ہندو سکول، میانوالی سے میٹرک کیا؛ راولپنڈی کے ڈی اے وی کالج سے ۱۹۳۵ء میں ایف اے اور گارڈن کالج سے ۱۹۳۷ء میں بی اے اور لاہور کے سنٹرل ٹریننگ کالج سے ۱۹۳۸ء میں ایس

اے وی، پنجاب یونی ورسٹی سے۱۹۴۲ء میں آنرز اِن پرشین، اورینٹل کالج سے۱۹۴۴ء میں ایم اے (فارسی) اور پنجاب یونی ورسٹی سے۱۹۴۵ء میں ایم او ایل کی ڈگریاں حاصل کیں۔

آزاد کی ملازمت کا آغاز واختتام تو درس وتدریس سے ہوا،لیکن درمیان میں ایک طویل عرصہ وہ صحافتی اور صحافتی نوعیت کے مناصب پر فائز رہے۔۱۹۳۹ء میں بطور استاد، دیال سنگھ ہائی سکول، لاہور میں اور۱۹۴۰ء میں بطور لیکچرر، ڈی اے وی کالج، لاہور میں تدریسی فرائض انجام دینے کے بعد۱۹۴۸ء تک وہ ''ٹربیون''،''ادبی دنیا''، روزنامہ ''ملاپ''، روزنامہ ''جے ہند'' کے ادارتی عملے سے وابستہ رہے۔۱۹۴۸ء سے۱۹۶۳ء تک حکومتِ ہند کے شعبہ مطبوعات، وزارتِ اطلاعات و نشریات میں معاون مدیر اردو افسر اطلاعات اردو کے طور پر فرائض انجام دیے،اسی طرح۱۹۷۳ء تک مختلف محکموں میں افسر اطلاعات کی حیثیت سے کام کیا۔۱۹۷۳ء سے۱۹۷۷ء تک حکومتِ ہند کی طرف سے سری نگر میں ناظمِ تعلقاتِ عامہ رہنے کے بعد۱۹۸۴ء تک جموں یونی ورسٹی میں پروفیسر اور صدرِ شعبۂ اردو کے منصب پر فائز ہوئے، جب کہ بطور ایمریطس پروفیسر تاحیات اسی جامعہ سے وابستہ رہے۔ بھارت میں اقبال شناسی کو متعارف کرانے والا یہ دانش ور بالآخر۲۴/جولائی۲۰۰۴ء کو دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔

آزاد کو تقریباً تینتیس علمی و ادبی تنظیموں اور اداروں کی رکنیت حاصل رہی۔ان کی علمی و ادبی خدمات کے صلے میں پاک و ہند سے انھیں تینتالیس انعام و اعزازات سے نوازا گیا۔

دیگر شعری و نثری تخلیقات کے علاوہ ان کی اقبالیاتی تصانیف و تالیفات کی تفصیل اس طرح سے ہے: ''اقبال اور اس کا عہد''،''اقبال اور مغربی مفکرین''،''اقبال کی کہانی''،''اقبال: زندگی، شخصیت اور شاعری''،''مرقعِ اقبال''،''اقبال اور کشمیر''، ''فکرِ اقبال کے بعض اہم پہلو''،''محمد اقبال: ایک ادبی سوانح حیات''،''ہندستان میں اقبالیات: آزادی کے بعد اور دوسرے توسیعی لیکچر''۔

Iqbal: Mind & Art, Iqbal: His Poetry & Philosophy, Iqbal: Life and Works.

رفیع الدین ہاشمی یکم اپریل۱۹۴۲ء کو ضلع چکوال کے موضع مصریال میں پیدا ہوئے۔سرگودھا کے قصبے لڈے والا میں اپنے دادا سے حفظ قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور ترجمۂ قرآن اپنے چچا حکیم عبدالرحمٰن ہاشمی سے پڑھا، جب کہ حفظِ قرآن کی تکمیل سرگودھا کی ایک جامع مسجد کے قاری دین محمد انبالوی کی وساطت سے ہوئی۔رسمی تعلیم کے سلسلے میں سرگودھا کے مسلم ہائی سکول سے۱۹۵۷ء میں میٹرک اور گورنمنٹ کالج سے۱۹۶۰ء میں ایف اے، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے۱۹۶۲ء میں پنجابی فاضل، بطور پرائیویٹ امیدوار۱۹۶۳ء میں بی اے اور۱۹۶۶ء میں ایم اے (اردو) کے امتحانات میں کامیاب ہوئے، جب کہ اسی جامعہ سے ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ'' کا مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی۔علاوہ ازیں۱۹۸۵ء میں انھوں نے پنجاب سے ہومیوپیتھی کا چار سالہ ڈپلومہ اور۱۹۹۵ء میں پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سے ترکی زبان کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔

ابتدائی صحافتی سرگرمیوں کو چھوڑ کر انھوں نے درس و تدریس کے شعبے کو اپنا لیا، چنانچہ۱۹۶۶ء سے۳۱/اگست

۱۹۷۶ء تک انھوں نے غزالی کالج، جھنگ؛ میونسپل کالج، چشتیاں؛ ایف سی کالج، لاہور؛ انبالہ مسلم کالج، سرگودھا؛ گورنمنٹ کالج، مری اور گورنمنٹ کالج، سرگودھا میں لیکچرار اردو کی حیثیت سے فرائض انجام دیے۔ گورنمنٹ کالج، سرگودھا اور گورنمنٹ کالج، لاہور میں اسسٹنٹ پروفیسر رہنے کے بعد ۹/ستمبر ۱۹۸۲ء میں پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور میں بطور لیکچرر کا منصب قبول کرلیا۔ یہیں پر ۴/اپریل ۱۹۸۷ء کو اسسٹنٹ پروفیسر، ۲۷/جون ۱۹۹۱ء کو ایسوسی ایٹ پروفیسر، یکم دسمبر ۲۰۰۰ء کو پروفیسر اور یکم اپریل ۲۰۰۰ء سے ۵/جولائی ۲۰۰۱ء تک صدرِ شعبہ اردو رہے۔ ۳۱/مارچ ۲۰۰۲ء کو سبک دوش ہوگئے، تاہم مزید دو سال کے لیے بطور مہمان پروفیسر اسی شعبے سے وابستہ رہے۔ دو سال (۲۰۰۴ء-۲۰۰۶ء) پنجاب یونی ورسٹی کے شعبۂ اقبالیات سے بحیثیت پروفیسر (ایچ ای سی) منسلک رہے۔ یکم اپریل ۲۰۰۲ء سے تا حال ادارہ معارفِ اسلامی، لاہور کے ناظم تحقیق کے منصب پر بھی فائز ہیں۔

کئی ایک علمی وادبی تنظیموں کے رکن ہیں، بہت سی قومی اور عالمی کانفرنسوں میں بطور مندوب شرکت کے علاوہ کئی ایک انعامات واعزازات حاصل کر چکے ہیں۔ پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے ایم اے کے چھیالیس اور پی ایچ ڈی کے تیرہ اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد سے ایم فل کے پانچ اور پی ایچ ڈی کے اٹھارہ مقالات ان کے زیرِ نگرانی تکمیل کو پہنچے ہیں۔ سعودی عرب، ہسپانیہ، بلجیم، فرانس، جرمنی، بھارت، جاپان، نیدرلینڈ اور ترکی وغیرہ کے علمی وتفریحی دَورے کر چکے ہیں۔

علمی، ادبی، تدریسی اور مذہبی موضوعات پر ان کی متعدد تصانیف وتالیفات کے علاوہ اقبالیات پر ان کی کاوشوں کی تفصیل اس طرح ہے: ''اقبال کی طویل نظمیں''، ''خطوطِ اقبال''، ''اقبال بحیثیت شاعر''، ''کتابیاتِ اقبال''، ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ''، ''۱۹۸۵ء کا اقبالیاتی ادب''، ''۱۹۸۶ء کا اقبالیاتی ادب''، ''اقبال شناسی اور جرنل ریسرچ''، ''اقبال شناسی اور محور''، ''اقبالیاتی جائزے''، ''اقبالیات کے تین سال''، ''علامہ اقبال اور میرِ حجاز''، ''تحقیق اقبالیات کے ماخذ''، ''اقبالیات کے سو سال''، ''اقبالیات: تفہیم وتجزیہ''، ''علامہ اقبال: شخصیت اور فکروفن''، ''پاکستان میں اقبالیاتی ادب''۔

جگن ناتھ آزاد اور پروفیسر رفیع الدین ہاشمی کے باہمی تعلقات میں بے تکلفی کا عنصر موجود رہا ہے اور آزاد اپنی بات پوری آزادی سے کہتے ہیں۔ آزاد تفصیلی خط لکھنے کے عادی ہیں۔ ان خطوط کے مطالعے سے آزاد کی شخصیت کی کئی پرتیں کھلتی ہیں، مثلاً وہ ان خطوط کی اشاعت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اپنی تمام تر اقبالی سرگرمیوں اور تحریروں سے اپنے مکتوب الیہ کو باخبر رکھنے کی شعوری کوشش کرتے ہیں؛ مختلف رسائل وجرائد میں اپنے مضامین ومقالات کی اشاعت کے لیے درخواست کرتے ہیں، کتب کی طباعت کے سلسلے نظرِ ثانی، پروف خوانی، ناشروں سے رابطے اور دیگر امور پر کھل کر لکھتے ہیں اور مکتوب الیہ کی نفسیات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فرمائش کرتے ہیں۔ ان خطوط کے مطالعے سے دو اقبال شناسوں کے مابین ہونے والی علمی گفتگو سے شناسائی اور ایک خاص دوانیے کی اقبالیاتی سرگرمیوں سے آگہی ملتی ہے۔

(۱)

جموں

۱۵؍فروری ۱۹۷۷ء

برادرِعزیز! تسلیم

عنایت نامہ ملا، سراپا سپاس ہوں۔

یہاں آتے ہی مصروفیات نے گھیر لیا۔ چاروں طرف سے اقبال صدی تقاریب کے دعوت نامے چلے آ رہے ہیں۔ (ہمارے یہاں اقبال صدی کا سال ۷۳ء میں شروع ہوا تھا اور ابھی تک چل رہا ہے۔ اس سے ہمارے تصورِ زماں کا اندازہ کر لیجیے)۔

لاہور سے واپسی پر جن مقامات پر جا چکا ہوں، محض اقبال صدی تقاریب میں شرکت یا صدارت کے لیے، ان کی فہرست یہ ہے: بھیونڈی، بمبئی، جل گاؤں، جبل پور، لکھنؤ۔

جن اجلاس [کذا] میں شرکت سے معذرت کی ہے، ان کی فہرست یہ ہے: کلکتہ، مدراس، کھنڈوہ، بیگوسرائے، ٹانڈہ، الہ آباد، کان پور، اٹاوہ (پوری تعداد یاد نہیں رہی)

جہاں جانے لیے پا بہ رکاب ہوں: بھوپال، وینم باڑی (مدراس)، دھاروار (کرناٹک)

جن ریڈیو اسٹیشنوں اور ٹیلی وِیژن سنٹروں نے اقبال صدی تقاریب پاکستان کے متعلق میرے تاثرات یا تقریریں یا انٹرویو ریکارڈ اور نشر کیے ہیں، وہ یہ ہیں:

ریڈیو کشمیر، جموں......انٹرویو (حکیم منظور نے انٹرویو لیا۔)

ریڈیو کشمیر، سری نگر......تقریر

آل انڈیا ریڈیو، بمبئی......انٹرویو (ظ انصاری نے انٹرویو لیا۔)

آل انڈیا ریڈیو، جبل پور......انٹرویو (نازش پرتاب گرھی نے لیا۔)

آل انڈیا ریڈیو، لکھنؤ......انٹرویو (رتن سنگھ نے انٹرویو لیا۔)

ٹیلی ویژن سنٹر، لکھنؤ......انٹرویو (رام لال نے انٹرویو لیا۔)

اکسٹرنل سروسز ڈویژن، نئی دہلی......بیان، تین منٹ کا؛ خبروں میں شامل کرنے کے لیے، گویا:

گئے دِن کہ تنہا تھا مَیں انجمن میں
یہاں اب مِرے راز داں اَور بھی ہیں

اقبال صدی تقاریب پاکستان کے متعلق میرے مقالے جن اخبارات میں شائع ہوئے:

1: National Herald, Lucknow

2: Youth Lines, Bombay

اور غالباً ایک مقالہ ''پاکستان ٹائمز'' (۲۶؍جنوری) میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ عنوان مندرجہ ذیل میں سے ایک ہوگا:

On Return from Pakistan

یا

Iqbal International Congress

ایک مقالہ ''آج کل'' میں شائع ہو رہا ہے۔
اگر یہ مقالہ واقعی چھپ گیا ہے تو آپ کی طرف سے اس کے تراشے کا انتظار ہے۔

آپ نے ''نوائے وقت'' کے ادبی اڈیشن کا ذکر کیا ہے، نظم اور تصویر وغیرہ کا۔ مَیں نے نہیں دیکھا۔ جناب عطاء الحق قاسمی (۲) نے لکھا ہے کہ جس دِن مَیں لاہور سے روانہ ہوا، اُسی دن سے ''نوائے وقت'' میرے نام جاری کر دیا گیا ہے، لیکن مجھے ابھی تک ایک شمارہ بھی نہیں ملا۔

تصویروں کی حسرت دِل میں رہ گئی، ایک بھی نہ ملی۔ بالخصوص جن تصویروں کا مَیں آرزومند ہوں، وہ یہ ہیں: شاہی مسجد والی تصویر، منیرہ (۳) کے گھر کی تصویر اور جاوید منزل والی تصاویر۔ جاوید یہاں آئے تھے، ان کے ساتھ ملاقاتیں رہیں، لیکن تصویروں کی بات کہنا بھول گیا۔ اب منیرہ کو براہِ راست خط لکھوں گا۔ از راہِ کرم میاں امیرالدین (۴) کے گھر کا پتا لکھ کے ممنون کریں۔ (شاہی مسجد والی تصویر بڑی تاریخی اہمیت کی حامل ہے)

عبدالقوی دسنوی (۵) صاحب کو کتابوں کا پیکٹ موصول ہو گیا ہے۔ ان کا ایک آدمی دہلی میرے بیٹے کے یہاں آیا تھا؛ کتابوں کا پیکٹ اس کے حوالے کر دیا گیا تھا، لیکن ابھی تک دسنوی صاحب نے رسید نہیں بھیجی۔ مَیں نے انھیں شکایت کا ایک خط لکھا ہے۔ بہر طور اب تو مَیں بھوپال جا ہی رہا ہوں۔ ۲۳، ۲۴؍فروری کو وہاں سیمینار ہے اور ۲۵ کی رات کو مشاعرہ۔

۳؍مارچ کو دوبارہ پاکستان آنے کا پروگرام شاید نہ بن سکے۔ ابھی تک یہاں منظر بشیر (۶) کی طرف سے رسمی دعوت نامہ نہیں ملا۔ اس رسمی دعوت نامے کے بغیر ویزے اور ریزرو بنک کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اب تو خیر معاملہ یہ ہے کہ مَیں یکم، دوسری اور تیسری مارچ کی تاریخیں کرناٹک آرٹس کالج، دھاروار کو دے چکا ہوں۔ مقالے کے علاوہ اس پروگرام میں میری ایک تقریر کا عنوان ہے: اقبال عالمی کانگریس پاکستان (لاہور اور سیالکوٹ)۔

اور اب پاکستان میں آٹھ دس روز کے لیے نہیں، بلکہ کم از کم پندرہ روز کے لیے آنا چاہتا ہوں۔ یہ بات صرف موسمِ گرما کی تعطیلات ہی میں ممکن ہے۔ بہر طور دیکھیے، کبھی نہ کبھی آنے کی صورت پیدا ہو ہی جائے گی۔

''اقبال اور اس کا عہد'' تو اس وقت تک پاکستان میں چھپ گئی ہوگی۔ 'قوسین' کی طرف سے چھپ رہی تھی اور

چودھری ریاض (۷) (فرزند چودھری نذیر احمد (۸)) نے بتایا کہ چند روز میں چھپ کے آنے والی ہے۔اب یہ کتاب مَیں آپ

کو کیا بھیجوں، آپ ہی اس کا لاہور اڈیشن مجھے بھیجئے۔''اقبال اور کشمیر'' مَیں رجسٹری کے ذریعے سے بھیج رہا ہوں۔

شعری مجموعوں کے متعلق مجھے بھی حیرت تھی کہ آپ نے فرمائش کیوں نہ کی۔اس وقت میرے پاس ایک ہی مجموعہ ہے: ''وطن میں اجنبی''۔اس کی ایک جلد ''اقبال اور کشمیر'' کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔خدا کرے، پیکٹ آپ کو موصول ہو جائے۔

اقبال کانگریس کے بارے میں آپ نے مضمون کی فرمائش کی ہے۔آپ کو تو معلوم ہے کہ مَیں نے ایک طویل مقالے کی، جو بعد میں کتاب بن سکتا ہے، ابتدا لاہور ہی میں کر دی تھی۔وہاں یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔رات کو دیر تک جاگنے کی وجہ سے صبح ۹ ربجے سے قبل 'مقالہ نگاری' ممکن نہیں تھی۔یہاں واپس آنے کے بعد تو ان نامکمل اَوراق کو دیکھنے کی فرصت نہیں ملی۔اب صورت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے تفصیلی واقعات، جن کی اس قسم کی کتابوں میں بڑی اہمیت ہوتی ہے، حافظے سے نکلے چلے جا رہے ہیں۔دیکھیں، کب اسے دوبارہ ہاتھ لگانے کا موقع ملے۔ویسے فرمائشی انداز کے مقالے تین لکھے ہیں، جن کا ذکر اسی خط میں کر چکا ہوں۔اردو میں ایک مقالہ ''آج کل'' کے لیے لکھا ہے۔''آج کل'' کا اپریل کا شمارہ بھی غالباً اقبال نمبر ہو گا، اسی میں چھپے گا۔آپ کو یہ شمارہ بھی بھجوا دوں گا۔

''کتابیاتِ اقبال'' آپ نے جس محنت سے مرتب کی ہے، اس کے بعد مَیں اس میں کیا اضافہ کر سکوں گا۔ہاں ''ہماری زبان'' [9] میں اس پر تبصرہ کرنے کا ارادہ ہے۔ذرا جم کے بیٹھنے کا موقع ملے تو اس پر اور دو ایک اَور کتابوں پر لکھنے کا خیال ہے۔

امید کہ آپ ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

پس نوشت: منسلکہ تراشے میں ایک اطلاع آپ کے کام کی ہے۔اقبال کی نظموں کا سنسکرت میں ترجمہ۔

(۲)

جموں

۲۶ رجون ۱۹۷۸ء

برادرِ عزیز! تسلیم

مَیں کوئی بیس روز جموں سے باہر رہا۔ایک چھوٹے سے ذاتی کام کے سلسلے میں ۴ رجون کو سری نگر گیا تھا۔خیال تھا، پانچ سات روز میں واپس آ جاؤں گا۔وہاں بیس روز تک رُکنا پڑا۔پرسوں ہی واپس آیا ہوں۔کل اتوار تھا، لیکن مَیں یونی ورسٹی گیا، اپنی ذاتی ڈاک کے اشتیاق میں۔آپ کا عنایت نامہ ملا۔ع: دیدۂ شوق نے آنکھوں سے لگایا اس کو۔

آپ کے بھیجے ہوئے دو تراشے بھی ملے، جی خوش ہو گیا۔ ''امروز'' اور ''نوائے وقت'' کے تراشے دیکھ کے ایسا محسوس ہوا، جیسے مَیں چند لمحوں کے لیے لاہور پہنچ گیا ہوں۔

اس بات کا افسوس ہوا کہ کتابوں کا پارسل آپ کو نہیں ملا۔ چند روز اَور دیکھیے، اگر نہ ملے تو دوبارہ بھجوا دوں گا۔ ایک کتاب عبدالرحیم صاحب چغتائی [۱] کو بھیجی تھی: ''اقبال اور مغربی مفکرین''، وہ تو انھیں مل گئی ہے۔ ایک پیکٹ مسٹر G. R. Sabri, Superintendent Culture واہگہ کو بھیجا اور ساتھ ہی ایک خط بھی لکھا۔ پیکٹ کا، نہ جانے کیا حشر ہوا؛ خط واپس آ گیا ہے، انتہائی بوسیدہ حالت میں۔

میرے لیے ڈاک کے علاوہ کتابیں بھیجنے کا اَور کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے۔ اگر مَیں دہلی میں ہوتا تو کئی آنے جانے والے احباب مل جاتے۔ یہاں ایسے لوگ کہاں ہیں! لے دے کے ڈاک ہی واحد سہارا ہے۔ ایک پیکٹ 'قوسین' کے مالک چودھری ریاض احمد کو بھیجا تھا، ایک ضروری خط بھی انھیں لکھا تھا۔ نہ جانے، یہ پیکٹ اور خط ان تک پہنچے یا نہیں۔

عطاء الحق قاسمی صاحب کو مَیں وہ تقریر بھیج چکا ہوں، جو مَیں نے سری نگر ریڈیو سے نشر کی تھی۔ سری نگر روانہ ہونے سے قبل ہی بھیج دی تھی۔ اِس وقت تک تو مل گئی ہو گی۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید [۲] کی کتاب ''سرگزشتِ اقبال'' مجھے نہیں ملی۔ حیرت ہے، ڈاکٹر معزالدین صاحب نے کتابوں کا اتنا بڑا خزانہ دیا، اس میں سے یہ کتاب برآمد نہیں ہوئی۔ انھیں یہاں آ کے مَیں خط بھی نہیں لکھ سکا۔ چند روز میں لکھوں گا اور اس کتاب کا مطالبہ کروں گا۔

شاید ''آج کل'' شمارہ اپریل ۷۸[۱۹]ء کا مَیں آپ کو بھجوانا بھول گیا ہوں۔ میرے پاس ہر ماہ اس کے چھے شمارے آتے ہیں اور مَیں ایم فل کے طلبہ کو دے دیتا ہوں۔ اب دہلی خط لکھ رہا ہوں کہ ایک اَور شمارہ مجھے بھیج دیں۔ مل جانے پر آپ کی نذر کروں گا۔

''سیارہ'' کے اقبال نمبر کا انتظار ہے۔ (مل گیا ہے، سراپا سپاس ہوں۔ آزاد 29.7.78)

''اقبال اور اس کا عہد'' کا ایک اڈیشن (یعنی تیسرا اڈیشن) یہاں، مدت ہوئی، چھپا تھا۔ اس میں ایک مقالے کا اضافہ تھا اور یہ وہی مقالہ ہے، جو آپ کی کتاب ''اقبال بحیثیت شاعر'' میں چھپ چکا ہے۔

آپ نے سرگودھا کی گرمی کا ذکر کیا ہے، یہاں جموں میں ہم لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔

آپ نے مکتبہ عالیہ کے پروپرائٹر کا نام جمیل النبی صاحب لکھا ہے، مَیں اس خیال میں ہوں کہ ان کا نام کلیم صاحب ہے۔ [۳]

آپ نے ''اقبال اور مغربی مفکرین'' کا اپنا ذاتی نسخہ کتابت کے لیے دے دیا ہے۔ اب آپ کا یہ نسخہ دست خط سمیت میرے ذمے رہا۔ چند روز تک اس کی ایک جلد آپ کو بھیج دوں گا۔ چوں کہ پیکٹ میں صرف ایک ہی کتاب ہو گی، اس

لیے اس کے گم ہونے کا اندیشہ کم ہے۔ (غالباً وہی پیکٹ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچتے، جن میں پانچ پانچ، سات سات کتابیں ہوتی ہیں۔)

آپ نے ''اقبال اور مغربی مفکرین'' کے متعلق چند قابلِ غور امور کا ذکر کیا ہے، ان کا ذکر ترتیب وار نیچے کیا جا رہا ہے:

۱۔ آپ نے اچھا کیا ہے کہ 'حدیثِ نبوی' قلم زد کر کے اس کی جگہ 'ایک عربی مقولہ' لکھ دیا ہے۔ مَیں آپ سے متفق ہوں۔ (۴)

۲۔ آپ نے صحیح لکھا ہے: دیباچے کا آخری پیراگراف حذف نہیں ہونا چاہیے۔ حسبِ ارشاد 'طباعتِ دوم' کے عنوان سے چند سطور اس خط کے ساتھ منسلک ہیں۔

۳۔ آپ نے صحیح لکھا ہے۔ کتاب کا نام ''تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ (۵)'' ہی مجھے لکھنا چاہیے تھا۔ کتاب کے نام میں تصرف مناسب نہیں۔ (ویسے اقتباسات مَیں نے نذیر نیازی صاحب کے اردو ترجمے میں سے نہیں دیے۔ یہ کتاب مجھے بعد میں، حالیہ سفر پاکستان کے دوران میں، دست یاب ہوئی۔ مَیں نے خود اصل کتاب سے ترجمے کر کے اقتباسات شاملِ کتاب کیے ہیں۔)

۴۔ حسبِ ارشاد بایوڈیٹا [Bio data] مع فہرستِ تصانیف حاضر ہے۔ اب اسے مسلسل عبارت کی صورت میں آپ خود ڈھال لیں۔ اس موضوع پر آپ کے قلم سے 'طباعتِ دوم' کے بعد دو ایک صفحے آ جائیں تو بہت مناسب رہے گا؛ یا کتاب کے آخر میں۔ عنوان اس قسم کا مناسب رہے گا:

کچھ مصنف کے بارے میں　　　یا　　　مصنف کے بارے میں

یا جو آپ صحیح سمجھیں۔ اس ضمن میں قطعی فیصلہ آپ ہی کا ہوگا۔

(طباعتِ دوم کی تحریر میں کسی لفظ کی کمی بیشی کرنا چاہیں تو بشوق کر دیں۔)

مَیں نے آپ کو ''اقبال اور کشمیر'' بھی بھیجی تھی۔ ایک جلد آپ کو اور ایک ڈاکٹر سلیم اختر (۶) کو۔ ان کی طرف سے بھی رسید نہیں ملی۔ مَیں چاہتا ہوں، یہ کتاب بھی پاکستان میں چھپے۔ آپ ڈاکٹر سلیم اختر کے ساتھ اس سلسلے میں بات کر لیں۔ رائلٹی ضرور ملنی چاہیے، یعنی میرے حساب میں پبلشر کے پاس جمع رہے، تاکہ جب پاکستان آؤں تو اطمینان سے خرچ کر سکوں۔

''اقبال اور کشمیر'' کے متعلق ضروری بات یہ ہے کہ جہاں جہاں آپ کو اختلاف ہو، اس کا اظہار نیچے حاشیے میں کیا جائے یا شروع میں ایک دیباچے کی صورت میں۔ میری عبارت میں تبدیلی نہ کی جائے۔ ''اقبال اور اس کا عہد'' کے ناشر نے بھی کتاب میں ایک جگہ اپنی رائے حاشیے میں دی ہے اور مجھے یہ بات پسند ہے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

غالباً طباعتِ دوم کے لیے انتساب کی عبارت مَیں نے تبدیل کر دی ہے۔ یاد نہیں آ رہا، انتساب مَیں نے کس کے نام کیا ہے۔ از راہِ کرم وہ صفحہ دیکھ کے مجھے یاد دِلا دیں، ممنون ہوں گا۔

آزاد

پس نوشت:

ایک عجیب بات یاد آ گئی ہے۔ کلیم صاحب نے مجھے ایک خط میں لکھا ہے کہ کتاب چھپ جانے کے بعد وہ اس کی رسمِ اجرا کا انعقاد کریں گے۔ غالباً پاکستان کے کوئی ماہر اقبالیات اس کتاب کا اجرا کریں گے لاہور میں۔ انھوں نے لکھا ہے کہ اس موقعے پر وہ مجھے لاہور آنے کی دعوت دیں گے۔ مَیں سمجھتا ہوں، لاہور آنے کا اس سے اچھا موقع اَور کوئی نہیں ہو سکتا۔ رسمِ اجرا کی تاریخ سے اگر ایک دو ماہ قبل ان کا خط مجھے مل جائے تو مَیں ویزے وغیرہ کا کام بآسانی مکمل کر لوں گا۔

آزاد

(۳)

جموں

۲۴ر اگست ۱۹۷۸ء

برادرِ عزیز! تسلیم

ایک طویل خط ۲۹ر جولائی کو ڈاک کے سپرد کیا، اس میں آپ کے ۱۸ر جولائی کے خط کی رسید بھی دی اور 'طباعتِ دوم' کے عنوان سے ''اقبال اور مغربی مفکرین'' کے لیے ایک تحریر بھی شامل کی۔

اس دَوران میں آپ کا بھیجا ہوا، انور محمود خالد [1] صاحب کا مقالہ بھی مل گیا ہے۔ انھوں نے براہِ راست اعتراض نہیں کیے ہیں، سوالات کیے ہیں۔ اس قسم کے مباحث اگر علمی اور ادبی صورت اختیار کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر پاکستان میں کوئی صاحب اس بحث کو آگے بڑھانا چاہیں اور ''نوائے وقت'' کو ان سوالات کے جوابات اپنی طرف سے لکھ کے بھیجیں تو مجھے اس سے بے خبر نہ رکھیے گا، کرم ہوگا۔ میرے لیے ابھی اس بحث میں شامل ہونا مناسب نہیں۔ جہاں تک اس کتاب کے پاکستان میں چھپنے کا تعلق ہے، میرے خیال میں کوئی حصہ حذف تو نہیں ہونا چاہیے؛ ہاں، اختلافی نوٹ شروع میں یا آخر میں یا حواشی کی صورت میں دیے جا سکتے ہیں۔ انور محمود خالد صاحب کا مقالہ کتاب کے آخر میں (یا شروع میں) شامل کیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک میری تحریروں کا تعلق ہے، پاکستان میں شاید ایک فرد بھی ایسا نہیں ہوگا، جو میری نیت پر شک کرتا ہو۔ اختلافِ رائے کی بات دوسری ہے اور اس کی گنجائش ہر وقت ہے۔ اب آپ انور محمود صاحب کے سوالات ہی کو لے لیجیے۔ 'آں برہمن زادگانِ زندہ دل' اور 'آں جواں کو شہر و دشت و در گرفت' میں اشارے کسی نہ کسی طرف تو ہیں نا؟ اور اشارے بھی مبہم نہیں، واضح۔ چلیے، ایک لمحے کے لیے مَیں فرض کر لیتا ہوں کہ میری توجیہہ غلط ہے تو آخر کوئی صحیح توجیہہ تو ہونی چاہیے۔ ان دو

مصرعوں کا کوئی نہ کوئی مفہوم تو ہے یا یہ مہمل مصرعے ہیں؟ اگر مفہوم ہے تو وہ بیان کر دیا جائے۔ بڑے خلوص اور ایمان داری سے عرض کرتا ہوں کہ اگر قائل ہو جاؤں گا تو فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کروں گا اور اپنے قلم سے ایک وضاحتی نوٹ لکھ کے آپ کو بھیجوں گا کہ کتاب کے پاکستانی اڈیشن میں شامل کر دیا جائے۔ وہی نوٹ یہاں بھی دوسرے اڈیشن میں شریکِ اشاعت کرنے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

میری یہ کتاب ''اقبال اور کشمیر'' ۷۷ء کی ابتدا میں چھپی تھی، اُس وقت تک اس عنوان سے غالبًا کوئی اَور کتاب نہیں چھپی تھی۔ اب اس دَوران میں شاید دو تین کتابیں چھپ گئی ہیں۔ سلیم گی (۲) صاحب کی کتاب مَیں نے نہیں دیکھی۔ بھجوایئے، جیسے بھی ہو سکے؛ اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ دسمبر میں جب مَیں لاہور گیا تھا تو ڈاکٹر صابر آفاقی (۳) نے اپنی کتاب (اسی نام کی) ''اقبال اور کشمیر'' مجھے عنایت کی تھی۔ غالبًا ان دو کے علاوہ پاکستان میں اسی نام کی ایک اَور کتاب بھی چھپی ہے۔

''شیرازہ'' کا نیا اقبال نمبر سے آپ کی کیا مراد ہے؟ ۷۷ء کی ابتدا میں اس کا ایک اقبال نمبر نکلا تھا۔ اگر وہ آپ کے پاس نہیں تو لکھیے، مَیں کلچرل اکیڈیمی سے لے کے آپ کو بھجوا دوں۔ اس کے علاوہ میرے پاس اتفاق سے مندرجہ ذیل کتابوں کی دو دو جلدیں ہیں، اپنے ذاتی کتب خانے میں۔ ایک ایک آپ کی نذر کر سکتا ہوں:

''غالب اور آہنگِ غالب''	ڈاکٹر یوسف حسین خاں
''غالب کے تخلیقی سرچشمے''	ڈاکٹر حامدی کاشمیری
''الانور''	عبدالرحمٰن کوندو

سری نگر ریڈیو سے جو تقریر مَیں نے نشر کی تھی، وہ مَیں نے عطاء الحق قاسمی صاحب کو بھیجی تھی۔ اقبال عالمی کانگرس کے متعلق کسی ریڈیو اسٹیشن سے ایسی تقریر۔۔۔

[خط کا صفحہ نمبر ۴ اور ۵ دست یاب نہیں ہو سکا۔ مرتب]

۔۔۔ نیا پتا دفتر میں لکھوا دیں۔ اس پیغام کے ساتھ میری یہ تازہ غزل بھی انھیں دے دیں ''اوراق'' کے لیے۔
(کراچی سے ''سیپ'' اچانک میرے نام آنا بند ہو گیا؛ معلوم نہیں، کیوں؟)

ماہ نامہ ''کتاب'' لاہور میں ''اقبال اور مغربی مفکرین'' کا اشتہار شائع ہوا ہے۔ ملنے کا پتا: 'میری لائبریری، لاہور' لکھا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ زحمت نہ ہو تو ذرا دریافت کیجیے۔

اقبال پر ہندی میں ایک کتاب بھجوائی تھی۔ امید کہ موصول ہو گئی ہوگی۔ (۴)

پاکستان میں ایک کتاب چھپی ہے:

English Punjabi Dictionary (in the Persian Scripts)

میرے ایک دوست کو اس کی ضرورت ہے، مل سکے گی؟

دراصل یہ خط ۴/اگست کو لکھا تھا، خیال تھا کہ ریڈیو والی تقریر ٹائپ ہو کے آجائے تو آپ کو بھجوا دوں، ابھی تک نہیں

آئی؛ دوسرے خط کے ساتھ آپ کو بھیجوں گا۔

آج بمبئی روانہ ہو رہا ہوں۔ پرسوں وہاں ٹیلی ویژن پر مشاعرہ ہے۔ ۲۹ر کو واپس آؤں گا اور ۳۰ کو دہلی چلا جاؤں گا۔ ۳ر ستمبر کو دہلی سے روس کو روانگی ہے۔

امید کہ میری غیر حاضری میں آپ کا خط ضرور آ چکا ہوگا۔

خدا کرے، آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

(۴)

جموں

۲۷ر اگست ۱۹۷۸ء

برادرِ عزیز!

آج آپ کا خط مِلا۔

''اقبال اور کشمیر'' اور ''وطن میں اجنبی''، ابھی مَیں نے آپ کو بھیجی ہی نہیں۔ مَیں آپ کا پیکٹ اپنے ساتھ دہلی لے گیا تھا، اس خیال سے کہ فیض (۱) صاحب یا قتیل (۲) صاحب کو دے دوں گا۔ یہ حضرات آئے ہی نہیں۔ پیکٹ میرے ساتھ واپس جموں آ گیا۔ اب ڈاک سے بھیجوں گا دوبارہ پارسل بنا کر، بہت جلد۔

اس اطلاع سے دُکھ ہوا کہ آپ بخار میں مبتلا رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب آپ اچھے ہو گئے ہیں۔ آپ کی تندرستی علم و ادب کی دولت ہے۔ خدا آپ کو ہمیشہ تندرست رکھے۔

عالمی کانگریس پر مضمون میرے ذِمے ہے۔ جیسا مضمون لکھنا چاہتا ہوں، اس کے لیے وقت نہیں مِل رہا ہے۔ نہ جانے، آپ اتنا کچھ کیسے لکھ لیتے ہیں۔ آپ جتنا لکھ لیتے ہیں، مجھے اتنا پڑھنے کے لیے وقت نہیں ملتا۔ آج پشاور یونی ورسٹی سے ''خیابان'' کا انیس نمبر مِلا۔ اس میں آپ کا مقالہ [۳] دیکھا۔ اقبال نے انیس کے تتبع کی کوشش تو کی تھی؛ تتبع اقبال نے اکبر کا بھی کیا، لیکن یہ اردو شاعری کی خوش قسمتی ہے کہ تجربہ کر کے چھوڑ دیا۔ اقبال اور غالب، دونوں کے یہاں انیس کے تتبع کی مثالیں مِلتی ہیں۔

ہندستان میں اقبال صدی تقاریب کا سلسلہ اس لیے لامتناہی ہو گیا ہے کہ یہاں ہر تقریب عوامی سطح پر منائی جا رہی ہے۔ اب آپ ملک کی آبادی اور وسعت کا اندازہ کریں، ۸ [ستمبر] کو مَیں اسی سلسلے میں ناگ پور جا رہا ہوں۔ بھوپال نہیں جا سکا، علی گڑھ نہیں جا سکا۔

اپنی یونی ورسٹی میں بھی مَیں نے اقبال صدی تقاریب منالی ہیں۔ تین روز کا پروگرام تھا، بہت کام کرنا پڑا اور مَیں بہت تھک گیا۔

''اقبال اور اس کا عہد'' کا تبصرہ مَیں نے بھی ''کتاب''[۴] میں دیکھا ہے۔ کتاب ابھی تک ناشر کی طرف سے نہیں مِلی۔

'جموں یونی ورسٹی میں تحقیقی کام' آپ نے سن لیا۔ انھی دنوں مَیں نے صوفی غلام مصطفیٰ تبسم[۵] کی یاد میں اپنے تاثرات نشر کیے تھے؛ شاید آپ تک نہیں پہنچے۔

''آج کل'' کا شمارہ (اپریل کا) آپ کو ضرور بھجواؤں گا، چھوٹا موٹا اقبال نمبر ہی ہوگا۔

تعطیلاتِ موسمِ گرما میں آنا چاہتا ہوں، لیکن......ع: تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیے۔

انور محمود خالد صاحب کے نہ آنے کا افسوس رہا۔[۶]

تمام اقبال نمبروں کا انتظار ہے۔ ''فنون''، ''سیارہ'' وغیرہ۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

(۵)

جموں

۱۵ر مئی ۱۹۸۰ء

برادرِ عزیز ہاشمی صاحب! السلام علیکم

کھام گاؤں سے واپسی پر مَیں آپ کو خط لکھنا ہی چاہتا تھا کہ آپ کا خط مِلا۔ خدا شاہد ہے، آپ نے میرے ہی جذبات کی ترجمانی کی ہے۔

یکم مئی کو مَیں اسلام آباد سے لاہور پہنچا، پہلی فلائٹ سے۔ یکم کو لاہور میں قیام کرنے کا ارادہ تھا، لیکن یکم مئی ہونے کی وجہ سے سارے شہر میں چھٹی تھی۔ قیام بھی کرتا تو احباب سے ملاقات نہ ہوسکتی۔ Compulsory halt کی ایک صورت ہوسکتی تھی، وہ یہ کہ جمیل النبی صاحب ''اقبال اور مغربی مفکرین'' کی رسمِ اجرا کی صورت پیدا کر دیتے۔ ان کا ٹیلی فون اسلام آباد میں مِل گیا تھا کہ چوں کہ یکم مئی کو چھٹی ہوگی، اس لیے رسمِ اجرا کا انتظام نہ ہوسکے گا۔ رُکنے کو مَیں پھر بھی رُک جاتا، لیکن ۵ کو کھام گاؤں (مہاراشٹر) میں یومِ اقبال منایا جارہا تھا میری ہی صدارت میں۔ لمبا سفر تھا اور ریل کا۔ وہاں دُور دُور تک ایئر پورٹ بھی نہیں ہے، بلکہ بساول اسٹیشن پر منتظمین کار لے کے آئے تھے، پچپن میل کار کا سفر تھا۔ اس کے لیے جموں سے

۳؍مئی کو نکلنا ضروری تھا۔ موجودہ صورت میں مجھے جموں میں قیام کے لیے صرف ایک دن مِلا، ۲؍مئی کا۔ (مَیں یکم کی شام کو جموں پہنچا)۔ اگر لاہور میں یکم کو رُک جاتا تو یہ ایک دن بھی (جموں میں) نہ ملتا اور مسلسل سفر بہت لمبا ہو جاتا۔ لیکن اس سارے وضاحتی بیان کے باوجود، اس بات کا دکھ ہے کہ لاہور میں آپ سے اور ڈاکٹر سلیم اختر سے جو ملاقات ہونا تھی، وہ نہ ہو سکی۔ اور آپ ۲۱؍اپریل کو جو لاہور آ گئے تو آپ کی ولایت پر ایمان لانے کو جی چاہتا ہے۔ فی الحال اتنی ہی ملاقات ہم دونوں کے مقدر میں تھی۔

ہاشمی صاحب! اگرچہ یہ دس گیارہ دِن کا سفر تھا، لیکن:

ز شیشہ تا بہ قدح ریختم بہار گذشت

والا معاملہ رہا۔ جگر صاحب کا یہ شعر اس وقت بہت یاد آ رہا ہے۔

دیکھا تھا کبھی خواب سا، معلوم نہیں، کیا؟
اب تک اثرِ خواب ہے، معلوم نہیں، کیوں؟

دس دن تھے اور چھ شہر اور یہ تمام شہر مَیں نے خود ہی صدیقی (۱) صاحب کے دعوت نامے کے جواب میں لکھے تھے۔ ریاضی میں کم زور ہوں، یہ نہ سوچا تھا کہ دس دنوں کو چھ شہروں میں تقسیم کیا جائے گا تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ خیال یہ تھا کہ سرگودھا اور گوجرانوالہ خود بخود رستے میں آ جائیں گے۔ یہ خیال نہ آیا کہ اندرونِ پاکستان جب سارا سفر طیارے کا ہوگا تو کراچی سے پرواز کر کے اسلام آباد پہنچوں گا اور اسلام آباد سے براہِ راست پشاور۔ اس صورت میں فیصل آباد، گوجرانوالہ اور سرگودھا رستے میں کیسے آئیں گے۔ صدیقی صاحب نے تو میرے پروگرام پر صاد کیا۔ پروگرام بنانے میں جو غلطی رہ گئی، وہ خطا میری ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ اس کی تلافی کیسے ہو؟

ایک صورت تو یہ ہے کہ ۲۶؍جون کو کراچی میں مشاعرہ ہے۔ اس کے بعد ریل سے لاہور آؤں اور وہاں سے سرگودھا، لیکن اگر مشاعرے کی بیل منڈھے نہ چڑھ سکے تو کبھی ایک پروگرام ان شہروں کے لیے یہ بننا چاہیے: فیصل آباد، سرگودھا، گوجرانوالہ، ملتان، کوئٹہ۔ اللہ اس کی بھی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کرے گا۔ یہ کیا ضروری ہے کہ ان تمام شہروں کا سفر ہوائی جہاز کا ہو اور پاکستان اکیڈیمی آف لیٹرز پر اتنا زیادہ بوجھ پڑے۔ یہ سفر ریل سے بھی ہو سکتا ہے اور آپ کی دعا سے اپنی جیب سے بھی کر سکتا ہوں۔ صرف تائیدِ غیبی ہونا چاہیے۔

تا در نرسد وعدۂ ہر کار کہ ہست — سودے نہ دہد یاری ہر یار کہ ہست
تا زحمتِ گرما و زمستاں نہ کشد — پُر گل نہ شود شاخۂ پُر خار کہ ہست

یوں تو ملاقات کی ایک اَور بھی صورت علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی نے پیدا کی تھی۔ دن کے کھانے پر وائس چانسلر صاحب اور ڈاکٹر محمد ریاض صاحب (صدرِ شعبۂ اقبالیات کا یہی نام ہے نا؟) نے فرمایا کہ وہ اپنی یونی ورسٹی میں نومبر ۸۰ء سے اقبال پر توسیعی لیکچروں کا سلسلہ شروع کرنے والے ہیں۔ ہر مقرر چھے لیکچر دے گا اور ہر سال ایک مقرر کو دعوت دی جائے گی۔

ان کی خواہش تھی کہ اس سلسلے کی ابتدا مَیں کروں، یعنی نومبر ۸۰ میں علامہ مرحوم کے فکر و فن پر چھے توسیعی لیکچر مَیں دوں؛ لیکن مَیں نے سوچا کہ شاید نومبر تک چھ لیکچر نہ لکھ سکوں، کیوں کہ یہاں بھی مصروفیات بہت رہتی ہیں، اس لیے یہ تجویز پیش کر دی کہ آپ مجھے نومبر ۸۱ء کے لیے دعوت دیں۔ اِن شاءاللہ یہ دعوت آ جائے گی اور اُس وقت اسلام آباد کے علاوہ لاہور میں بہت دن قیام کر سکوں گا۔ (اصل میں یہ شعر میرا تھا:

لاہور کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں!
اِک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے (۲)

غالبؔ نے لاہور کی جگہ کلکتہ لکھ کے اپنے نام سے مشہور کر دیا۔ اگر عالمِ ناسوت میں تقدیم و تاخیر نہ ہو جاتی تو حضرت پکڑے جاتے۔)

حالیہ سفر میں میرے ساتھ ایک ظلم یہ ہوا کہ پروگرام ہر روز صبح سے رات تک رہا؛ لیکن یہ 'ظلم' اہلِ پاکستان کی دلی محبت ہی کا ایک پہلو تھا۔ سنا ہے، اخبارات میں میرے بارے میں بہت کچھ چھپا ہے۔ مَیں نے کچھ نہیں دیکھا۔ اخبار دیکھنے کی فرصت ہی کہاں تھی! صدیقی صاحب نے تراشوں کا مکمل سیٹ بھجوانے کا وعدہ کیا ہے، لیکن پرانے تراشے مکمل کہاں دست یاب ہو سکتے ہیں۔ آپ کے پاس اگر اس سلسلے میں کچھ محفوظ ہو تو بھجوایئے۔ سنا ہے، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد کے لیکچر کی مفصل رپورٹ انگریزی اخبارات میں آئی ہے۔ کچھ مل جائے تو گھر میں سوونیئر کی صورت میں یادگار کے طور پر رہے گا۔

''اقبال اور مغربی مفکرین'' اچھی چھپی ہے، یعنی کتابت اور طباعت اچھی ہے؛ لیکن کاغذ وہ نہیں ہے، جو جمیل النبی صاحب لگانا چاہتے تھے۔ یہ ایک کمی رہ گئی ہے۔ اب انھیں اس کی تلافی کرنا ہے، یعنی ایک کتاب وہ میری ایسی چھاپیں، جس میں کاغذ بھی اچھا ہو، بہت اچھا؛ اور وہ کتاب میرا مجموعۂ کلام ہو۔ {مَیں تو یہ بھی چاہتا ہوں کہ میری چاروں مطبوعہ نظم کی کتابیں: ''بیکراں''، ''ستاروں سے ذرّوں تک''، ''وطن میں اجنبی'' اور ''نوائے پریشاں'' پاکستان میں ایک یونی فارم والیوم کے طور پر چھپیں۔ جمیل النبی صاحب اگر آمادہ ہوں تو کیا ہی کہنا۔ اس کے بعد نئی کتابوں کا سوال سامنے آئے گا۔}

اقبال پر مقالات اور لیکچر بہت جمع ہو گئے ہیں۔ اللہ نے چاہا تو ان تعطیلاتِ موسمِ گرما میں انھیں مرتب کروں گا۔ ایک بہت ضخیم کتاب بنے گی۔ یہاں تو وہ چھپ ہی جائے گی، پاکستان میں بھی اس کے لیے کسی ناشر کو آمادہ کیجیے۔ ایک یہ کتاب اور ایک نیا مجموعہ کلام، یہ دو کتابیں پاکستان میں چھپ جائیں تو جی خوش ہو جائے۔ نہ جانے، کتنی عمر اب باقی ہے؛ اور ویسے بھی زندگی کا کیا بھروسا۔ میرے والد محترم ؒ کا ایک شعر ہے:

کیا ثباتِ عمر، جس پر اس قدر نازاں ہے تو
کیا خبر رُک جائے کب وہ سانس، جو سینے میں ہے

یہ حسرت دل میں نہ لے جاؤں کہ پاکستان اور اہلِ پاکستان نے یوں تو ایک بے علم اور کج مج بیان شخص کی بڑی پذیرائی کی، اتنی کہ غور کرتا ہوں اور شرمندہ ہوتا ہوں؛ لیکن کتابیں اتنی نہ چھاپیں، جتنی میری خواہش تھی۔

ہاں، ایک خیال یہ آ رہا ہے کہ اب کے ہمیں سردیوں میں ایک ماہ کی چھٹیاں ملیں گی، کیوں نہ اس ایک ماہ میں پندرہ دن پاکستان میں بسر کیے جائیں۔ مَیں لاہور پہنچ جاؤں، دو تین روز طفیل صاحب[۴] کے گھر پر قیام رہے۔ وہاں سے سرگودھا، پھر فیصل آباد اور گوجرانوالہ۔ بس اسی علاقے میں پندرہ دن بسر ہوں۔ طوفانی قسم کا پروگرام نہ ہو۔ اطمینان سے احباب کے ساتھ ملاقاتیں ہوں۔ آپ دیکھ لیجیے۔

ایک بات اَور یاد آ گئی ہے، آرتھر آربری کی Tulip of Sinai[۵] ابھی تک نہیں مِل سکی۔ اقبال اکیڈیمی کی لائبریری میں اس کی جلد ہوگی۔ ڈاکٹر معزالدین کے وہاں تو زیراکس کی مشین بھی ہے، وہیں اس کی فوٹو اسٹیٹ بنوا لیجیے اور مجھے بھجوا دیجیے۔

''مرقع اقبال'' آپ کا میرے ذمے ہے۔ ۲۵ کو ان شاء اللہ دہلی پہنچوں گا بنارس سے۔ آپ کے لیے ایک جلد لے کے آؤں گا۔ توقیتِ اقبال میں کوئی غلطی ہو تو اس کی تصحیح کر دیجیے۔

اس وقت آپ کے ساتھ باتیں کر رہا ہوں اور باتیں ختم کرنے کو جی نہیں چاہتا، اور جب خط ختم کرنے لگتا ہوں، کوئی نہ کوئی نئی بات یاد آ جاتی ہے۔ اب پہلی بات تو یہ یاد آئی ہے کہ اُطلُبُوا العِلمَ وَ لَو کَانَ بِالصِّین پھر ''اقبال اور مغربی مفکرین'' میں رسولِ اکرمؐ کی حدیث کے طور پر چھپ گئی ہے۔ آپ ہی نے تو کہا تھا کہ یہ حدیث نہیں ہے اور آپ اس میں یہ تبدیلی کریں گے کہ یہ ایک عربی مقولہ ہے۔ یہ غلطی پھر کیسے راہ پا گئی[۶]؟

دوسری بات یہ ہے کہ این میری شمل کی کتاب Gabriel's Wing باوجود کوشش بسیار کے مجھے نہیں مِل سکی[۷] پاکستان میں دست یاب ہوتی ہو تو میرے لیے ایک جلد حاصل کیجیے، جس قیمت پر بھی ہو سکے؛ ورنہ پھر اس کی بھی فوٹو اسٹیٹ کاپی تیار کروائیے۔

خدا کرے، آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیازمند
جگن ناتھ آزاد

(۶)

جموں
۳۰؍جون ۱۹۸۰ء
۱۱؍جولائی ۱۹۸۰ء[۱]

برادرِ عزیز! آداب

آپ کی طرف سے گذشتہ چند روز میں دو لفافے مِلے۔ ایک میں تو تراشے تھے میرے سفرِ پاکستان سے متعلق؛ اور

وہ بھی کس خوب صورتی کے ساتھ آپ نے کتابچہ بنا کے بھیجا، جزاک اللہ! میرا سفر خود میری نظر میں محبوب ہو گیا۔

دوسرے لفافے میں سے تو، جو آج ہی ملا ہے، ایک خزانہ برآمد ہوا ہے۔ ''بالِ جبریل'' کا متروک کلام(۲) میں نہ جانے کب سے ان درخشندہ فلزات کی تلاش میں تھا۔ آج ان کی ایک جھلک دیکھ لی۔ دسمبر ۷۷ء میں جب مَیں لاہور گیا تو جاوید منزل میں علامہ مرحوم کے ان مسودات پر نظر پڑی؛ اُس وقت اِن کا مطالعہ کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ یہاں آ کے مَیں نے ڈاکٹر جاوید اقبال کو لکھا کہ کلام کے مسودات کی ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی مجھے بھجوایئے۔ اُس وقت تک فوٹو اسٹیٹ کاپیاں غالباً تیار نہیں ہوتی تھیں۔ بعد میں چھے فوٹو اسٹیٹ کاپیاں تیار ہوئیں۔ اب جب اپریل میں پاکستان آنے کا میرا پروگرام بنا تو صدیقی صاحب کو مَیں نے لکھا کہ ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی میرے لیے نکلوائیں؛ لیکن چوں کہ پروگرام بھاگم بھاگ کا تھا، اس طرف توجہ ہی نہ ہو سکی۔ اگر لاہور میں ایک دن اَور قیام ہوتا تو شاید مَیں ان مسودوں پر نظر ڈالنے کے لیے جاوید منزل کا رُخ کرتا۔ بہر طور اب آپ کے ذریعے سے ان بیاضوں میں مندرج چند اشعار تو میرے سامنے آ گئے، باقی بھی آپ ہی کے ذریعے سے آ جائیں گے۔

ہاشمی صاحب! آپ نے ''نقوش' میں میرا مقالہ 'اقبال کی اپنے کلام پر نظر ثانی' دیکھا ہو گا۔(۳) اب مَیں ان اشعار کو اسی مقالے کا جزو بناؤں گا، لیکن اس سلسلے میں مجھے بہت کام کرنا ہو گا۔ ان تمام قیاسات پر غور کرنا ہو گا، جو اِن اشعار کو خارج کرنے کا باعث بنے ہوں گے۔

مجھے یاد ہے، مَیں نے 'مسجد قرطبہ' کے بعض مصرعوں میں تبدیلی دیکھی تھی، آپ نے ان کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

مَیں چاہتا ہوں کہ ان مسودات پر ایک نظر ڈالنے کے لیے لاہور آؤں۔ ان کو دیکھنے کے قواعد وضوابط کیا ہیں؟ پوری طرح آگاہ کر کے ممنون فرمائیں۔

۸ر جولائی کو اقبال انسٹی ٹیوٹ کشمیر یونی ورسٹی، سری نگر میں اقبال پر سیمینار ہے۔ عنوان ہے: Quest for lenting and Iqbal بہت نازک موضوع ہے۔ 'بردارتواں گفت و بہ منبر نتواں گفت' والا معاملہ ہے۔ مقالہ لکھ رہا ہوں، لیکن صحت ان دنوں اچھی نہیں ہے؛ معلوم نہیں، جا سکوں یا نہیں۔

خدا کرے، آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

نیاز کیش

جگن ناتھ آزاد

(۷)

جموں

۱۵ر جنوری ۱۹۸۳ء

جانِ برادر! تسلیم

عنایت نامہ یکم جنوری کا، کل مِلا۔ کرم کردی الٰہی! زندہ باشی۔

اپنی اتنی خوب صورت تصویر تو مَیں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ تراشا کس اخبار سے ہے؟ اس کا نام آپ نے نہیں لکھا۔ (جنھوں نے مجھے نہیں دیکھا اور یہ تصویر دیکھی ہے، وہ مجھے دیکھ کے کتنا مایوس ہوں گے۔)

دو ایک مقالات آپ کو بھیجے تھے، معلوم نہیں ہو سکا، کہاں چھپے ہیں؟

کانفرنس کی صحیح تاریخوں کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاع نہیں۔ ایک خط میں، جو شمار کے اعتبار سے تیسرا تھا، Some time in January لکھا تھا، پھر سرور[۱] صاحب نے بتایا کہ انھیں وسط جنوری کی اطلاع مِل چکی ہے۔

اِن شاء اللہ، اب کے ''مرقع اقبال'' آپ کے لیے ساتھ لاؤں گا، لیکن آپ کو اس میں کون سی چیز نئی مِلے گی۔ آپ تو اقبالیات کے سمندر ہیں۔ اقبال پر اپنی نئی کتاب مَیں آپ کے نام معنون کروں گا۔[۲]

آپ کے لیے ''آنکھیں ترستیاں ہیں'' اور ''نشانِ منزل'' بھی لا رہا ہوں۔ ان دونوں میں کتابت و طباعت کی اغلاط اتنی زیادہ ہیں کہ پیش کرتے ہوئے مجھے شرم محسوس ہوگی۔

اس اطلاع سے مسرت ہوئی کہ آپ کا تھیسس چھپ گیا ہے۔ آپ کے خط میں یہ پڑھ کر کہ ''جاوید نامہ'' کا مصور اڈیشن چھپ گیا ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ بقول محمد حسین آزاد: پر لگاؤں، اڑ کر جاؤں اور ''جاوید نامہ'' کا مصور اڈیشن[۳] لے آؤں۔

آپ کا تھیسس[۴] یوں تو میرے پاس ہے، لیکن اب اشتیاق اسے مطبوعہ صورت میں دیکھنے کا ہے۔

علامہ اقبال پر ہندستان کے مختلف حصوں میں چھپنے والی کتابیں (یا کتابچے) جب بھی ہاتھ لگے ہیں، آپ کو بھیج دیے ہیں۔ بہر طور آج ہی کلچرل اکیڈمی کو لکھ رہا ہوں کہ کشمیری اور ڈوگری میں جو کچھ چھپا ہو، عنایت کریں۔ آپ کے لیے لے کے آؤں گا؛ اِن شاء اللہ۔

از راہِ کرم پروفیسر خواجہ غلام صادق[۵] سے مِل لیں اور ان سے عرض کریں کہ تاریخ طے ہوتے ہی مجھے اکسپریس تار کے ذریعے سے مطلع کریں، کیوں کہ میرا سفر دوسرے رفقائے سفر کے مقابلے میں زیادہ طویل ہے۔ مجھے اپنے سفر کا آغاز قطب شمالی سے کرنا ہے۔

امید کہ آپ ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔

ڈاکٹر وحید قریشی[۶]' ڈاکٹر معز الدین، طفیل صاحب' ڈاکٹر سلیم اختر، ڈاکٹر محمد معروف[۷] جمیل النبی صاحب اور دوسرے تمام احباب کی خدمت میں آداب۔

والسلام

جگن ناتھ آزاد

ایک ضروری بات:

علامہ مرحوم کا اصل مصرع یوں ہے......نشانِ مردِ حق دیگر چہ گویم۔ لوگ اسے یوں پڑھتے ہیں......نشانِ مردِ مومن باتو گویم۔

یہ تبدیلی کیسے رونما ہوئی؟(۸) علامہ اقبال نے یہ رباعی کب دہرائی؟ کن لوگوں کے سامنے؟ (غالباً اپریل ۳۸ء کے شروع کی بات ہے) یہ کس کا بیان ہے کہ علامہ مرحوم نے انتقال سے چندروز قبل یہ رباعی پڑھی تھی؟ اب لاہور آ رہا ہوں تو اس کے بارے میں تفصیل سے بتایئے گا۔

آزاد

کیا علامہؒ کا منسلکہ خط آپ کی کتاب میں ہے؟ شاید ہو۔ اس وقت ....[اس حصے کی عبارت پڑھی نہیں جا سکی۔ مرتب]............صاحب سے کہیے کہ مجھے ان کے جواب کا انتظار ہے۔

آزاد

(۸)

جموں

۱۹/ اگست ۱۹۸۴ء

برادرِ عزیز! السلام علیکم

ما اگر مکتوب ننوشتیم، عیب ما مکن

درمیانِ رازِ مشتاقاں قلم نا محرم است(۱)

اس وقت آپ کا ۱۵/ مارچ ۸۴ء کا عنایت نامہ سامنے ہے۔ شرمندہ ہوں اور معذرت خواہ کہ اتنی مدت آپ کو خط نہ لکھ سکا؛ لیکن اس سے قبل، یعنی فروری میں آپ کو مَیں نے ایک مفصل خط لکھا تھا، جس میں یہ اطلاع دی تھی کہ مَیں ۳۱/ دسمبر کو اپنے عہدے سے سبک دوش ہو گیا اور دوسرے دِن سے مجھے اسی یونی ورسٹی میں Emeritus ship مِل گئی۔ آپ کے ۱۵/ مارچ کے خط سے یہ گمان ہوتا ہے کہ میرا کوئی خط آپ کو نہیں مِلا۔

غالباً پاکستان کے بعض اخبارات میں میری ریٹائرمنٹ کی خبر تو شائع ہو گئی، لیکن Emeritus ship والی اطلاع نہیں چھپی؛ اسی لیے اکثر دوستوں نے خط لکھ کے پوچھا کہ اب میرا نیا پتا کیا ہو گا، لیکن اب تو مَیں اسی یونی ورسٹی میں ہوں اور اسی شعبے میں۔ پتا وہی ہے، جو پہلے تھا۔

آپ بیتی والا کام ابھی کچھ مدت تک ادھورا ہی رہے گا۔ ۱۹۶۸ء تک لکھ چکا ہوں، اس کے بعد کا حصہ باقی ہے۔

’’جاوید نامہ‘‘ کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے، [بلکہ] ۷۳ء ہی میں مکمل ہو گیا تھا۔ اقبال صدی تقاریب کمیٹی کے لیے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کمیٹی نے رائلٹی دے دی ہے، لیکن ابھی تک کتاب نہیں چھپ سکی۔ اب پاکستان کے آئندہ سفر میں مسودہ ساتھ لاؤں گا۔ آپ اس دوران میں کسی ناشر سے بات کر لیں۔ (۲)

اس وقت اپنے نئے پراجیکٹ کے کام میں مصروف ہوں: علامہ اقبال کی سوانح حیات۔ Synopsis کے مطابق تو یہ کتاب پانچ پانچ سو صفحات کی پانچ یا چھے جلدوں میں مکمل ہوگئی۔ سامان سو برس ہے، کل کی خبر نہیں۔ خیال یہ تھا کہ پہلی جلد ۱۹۰۴ء تک سالِ رواں تک کے آخر تک مکمل ہو جائے گی، لیکن ان دنوں مکروہاتِ دنیوی میں بُری طرح الجھا رہا اور یہ سلسلہ ابھی تک ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ بہر طور دیکھیں، جو خدا کو منظور۔ (۳)

مندرجہ ذیل کتابیں میرے پاس نہیں ہیں اور مجھے ان کی ضرورت ہے:

۱۔ ’’علامہ اقبال اور ان کی پہلی بیگم یعنی والدۂ آفتاب اقبال‘‘ (۴) مؤلف: سید حامد جلالی

۲۔ ’’اقبال کے چند جواہر ریزے (۵) خواجہ عبدالحمید

آپ یہ دونوں کتابیں از راہِ کرم میرے لیے خرید کے اپنے پاس رکھ لیں؛ مَیں دسمبر سے قبل کسی وقت آ نکلوں گا، صرف اپنے پراجیکٹ کے کام کے سلسلے میں۔

آپ نے ’’اوراق‘‘ سرگودھا میں میرا مقالہ ’کچھ فراق کے بارے میں‘ دیکھا (۶)؟ تازہ شمارے میں تو ’جوش اور اقبال‘ چھپا ہے۔ (۷) اس سے دو شمارے قبل ’کچھ فراق کے بارے میں‘ چھپا تھا۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (۸) کی خدمت میں آداب۔

آزاد

ہاں، علامہ اقبال کی سوانح حیات کے لیے کوئی نام تجویز کیجیے۔

(۹)

جموں

۳ رنومبر ۱۹۸۴ء

۱۴ رنومبر ۱۹۸۴ء (۱)

برادرِ عزیز! السلام علیکم

مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے (۱)

شاید آپ کو اپنے ایک خط میں اس امر کی اطلاع مَیں نے دی تھی کہ ان دنوں مَیں یونی ورسٹی کے لیے علامہ اقبال کی سوانح حیات لکھ رہا ہوں۔ پہلی جلد ۱۹۰۵ء تک قریب قریب مکمل کر چکا ہوں۔ آخری باب لکھ رہا ہوں: یورپ کو روانگی۔ اسے دہلی یا بمبئی تک لا کے چھوڑ دوں گا اور دوسری جلد اسی کہانی سے شروع کروں گا۔ دوسری جلد کا عنوان یہ ہوگا: ''یورپ میں تین برس''۔

پہلی جلد غالبًا پانچ یا چھے سو صفحات پر مشتمل ہوگی اور دوسری بھی، بلکہ ہر جلد کے صفحات کی تعداد پانچ پانچ، چھے چھے سو صفحات ہوگی۔ کتاب چھے یا سات جلدوں میں مکمل ہوگی؛ اب دیکھیں، یہ کام میرے ہی ہاتھوں انجام پاتا ہے یا میرے بعد اَور کوئی اسے مکمل کرتا ہے۔ یہ کس کا شعر ہے:

دیکھا دمِ نزع دل آرام کو   عید ہوئی ذوقؔ! ولے شام کو(۲)

مغل خاندان کے ایک شہزادے کی ضعیف العمری میں علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی تھی حیدر آباد میں (۳) انھوں نے اقبال سے ملتے وقت یہ شعر پڑھا تھا۔

یہ خط چند ضروری کاموں کے لیے آپ کو لکھ رہا ہوں۔

عطیہ فیضی اپنی ڈائری......لندن: ۱۶/جولائی ۱۹۰۷ء......میں لکھتی ہیں:

آج اقبال نے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ''پولیٹیکل اکانومی'' کا نسخہ مجھے دیا۔ (۵)

یہاں ''پولیٹیکل اکانومی'' سے کون سی کتاب مراد ہے؟ واکر کی انگریزی کتاب کی اردو تلخیص، جو علامہ اقبال نے کی تھی اَور جس کا ذکر اورینٹل کالج کی رپورٹ میں موجود ہے یا ''علم الاقتصاد'' کی کاپی انھوں نے عطیہ فیضی کو دی ہوگی۔ کیا واکر کی تصنیف کا مختصر اردو ترجمہ، جو علامہ اقبال نے کیا، کتابی صورت میں چھپا ہے؟ (۶)

''نقوش'' کا لاہور نمبر (۷) اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ جب میرا دہلی سے سری نگر تبادلہ ہوا تو اپنی پانچ ہزار کتابیں دہلی چھوڑ آیا تھا۔ اس ساری تعداد میں سے صرف نوے کتابیں بچیں، باقی دیمک کی نذر ہو گئیں۔ ''نقوش'' کا لاہور نمبر بھی اسی ذخیرے میں تھا۔

غالبًا حکیم احمد شجاع (۸) کا مضمون 'لاہور کا چیلسی' اسی لاہور نمبر میں شائع ہوا تھا۔ اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی درکار ہے۔ اگر زحمت نہ ہو تو حکیم احمد شجاع کی ''خوں بہا'' بھی میرے لیے کہیں سے تلاش کریں۔ پرانی کتاب ہے، آسانی سے نہ مِل سکے گی۔ حکیم صاحب قبلہ نے اس کی ایک جلد والد محترم کو دی تھی۔ مدتوں وہ میرے پاس رہی، لیکن اب وہ بھی گم ہو چکی

ہے۔اصل بات یہ ہے کہ گھر میں اب کتابوں کے لیے کافی جگہ بھی تو نہیں رہی۔

میری زیرِتحریر کتاب کے لیے کوئی عمدہ سا نام بھی تجویز کیجیے۔

امید کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔

نیازمند

جگن ناتھ آزاد

پروفیسر غلام حسین ذوالفقار اور اورینٹل کالج میں دوسرے تمام احباب کی خدمت میں آداب۔ پروفیسر غلام حسین ذوالفقار صاحب کے مقالے 'علامہ اقبال اورینٹل کالج میں' نے بہت کام دیا ہے۔اُن کے نام اور حوالوں سے زیرِتحریر کتاب کے بعض صفحات جگمگا رہے ہیں۔(۹)

آزاد

(۱۰)

جموں

یکم فروری ۱۹۸۶ء

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشینِ دل

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت (۱)

برادرِعزیز! السلام علیکم

ایک مدت کے بعد پھر آپ سے ملاقات کا موقع مِل گیا۔حفیظ جالندھری (۲) مرحوم کہا کرتے تھے کہ زندگی کی دعا مانگنا چاہیے، اگر زندگی ہے تو ملاقاتیں ہو ہی جاتی ہیں۔

لیکن یہ تشنگی رہی کہ یہ ملاقاتیں بہت مختصر رہیں۔اصل میں ہم لوگ، ڈیلی گیشن کے تمام اراکین، بھاگم بھاگ کے عالم میں رہے۔اطمینان کے ساتھ بیٹھ کے باتیں کرنے کا موقع نہ مِل سکا، لیکن مَیں سمجھتا ہوں، اس دَور میں یہ بھی غنیمت ہے۔

آپ نے بڑا اکرم کیا کہ صبح کو ہوٹل میں تشریف لائے اور گراں قدر تحفے سے نوازا: سید حامد جلالی کی کتاب (۳) کی فوٹو اسٹیٹ کاپی۔ع: کرم کردی الٰہی، زندہ باشی!

آپ نے پوچھا تھا کہ ''اوراق'' والے مضمون 'اقبال اور جوش' کے علاوہ ۸۵ء میں اقبال یا اقبالیات کے بارے میں میرے کون کون سے مضامین شائع ہوئے ہیں۔اس وقت جو کچھ یاد ہے، وہ نیچے درج کر رہا ہوں:

۱۔''زبان وادب'' (سہ ماہی)......پٹنہ، بہار......اپریل تا جون ۸۵ء.....'اقبال اورانجمن حمایتِ اسلام'

۲۔''زبان وادب'' (سہ ماہی)......پٹنہ، بہار......اکتوبر تا دسمبر ۸۴ء

(غالباً یہ تاریخ غلط ہے۔ رسالہ کہیں اِدھر اُدھر ہوگیا ہے۔ مدیرِ محترم نے یہی تاریخ لکھی ہے، لیکن مَیں سمجھتا ہوں، جنوری مارچ ۸۵ء ہونا چاہیے۔ عنوان یاد نہیں۔)

۳۔''معارف''......اعظم گڑھ......دسمبر ۸۵ء (میرا لکھا ہوا دیباچہ: ''رُودادِ اقبال'')

۴۔''توازن''......سہ ماہی......مالی گاؤں......سلسلہ نمبر ۶ (۸۵ء)......'اقبال کی بعض نظمیں اور ان کے متروک اشعار'

۵۔''قومی سوچ''......بمبئی......ماہ نامہ......'انگلستان جانے کی تیاری'......(''رُودادِ اقبال'' کا ایک غیر مطبوعہ باب)

۶۔''امکان''......سہ ماہی......[میں] بھی ایک مضمون چھپا ہے، عنوان یاد نہیں رہا۔ رسالہ سامنے نہیں ہے۔ یاد آیا، اس کا عنوان ہے: 'اقبال کے استاد: آرنلڈ'

لاہور میں آپ کے ساتھ ایک بات کا ذکر کرنا مَیں بھول گیا اور وہ تھی، اپنی کتاب ''محمد اقبال'' کے بارے میں۔ آپ بھی شاید بھول گئے۔ آپ نے کہا تھا، آپ کے ایک ناشر دوست یہ کتاب چھاپنا چاہتے ہیں [۴] آپ نے مجھ سے شرائط کے بارے میں پوچھا تھا؛ مَیں نے آپ کو لکھا تھا کہ شرائط آپ خود ہی طے کر لیجیے گا، مجھے منظور ہوں گی۔ نیز، اس کتاب کے بعض حصوں کی، جو صحیح نہیں تھے، مَیں نے تصحیح کر کے بھیجی تھی۔ آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی خط نہ مِلا کہ یہ تصحیح شدہ اَوراق آپ کو ملے یا نہیں۔ اور کتاب چھپ رہی ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں اطلاع دے کر ممنون کریں۔

اس سلسلے میں اب ایک اَور بات یاد آ رہی ہے، وہ یہ کہ صفحہ نمبر ۱۷ کا سارا حاشیہ خارج کر دینا ہے۔ اقبال نے دراصل یہ بات اپنی نظم 'دُعا' کے بارے میں کہی ہے، جو صحیح ہے۔ (یارب! دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے)......'نوائے غم' کے بارے میں نہیں لکھی، اس لیے یہ حاشیہ خارج کر دیجیے گا۔

ایک زحمت اَور دیتا ہوں۔ از راہِ کرم ڈاکٹر محمد سہیل یا ڈاکٹر وحید عشرت [۵] کو ٹیلی فون پر اطلاع دے دیجیے کہ ڈاکٹر تارا چرن رستوگی [۶] کے ساتھ میری ملاقات دہلی میں ہوگئی تھی۔ انھوں نے ان کے لیے دو سو پچیس صفحات پر مشتمل جو مسودہ دیا تھا، وہ انھیں دے دیا گیا تھا۔ رستوگی صاحب براہِ راست ڈاکٹر محمد سہیل عمر اور ڈاکٹر وحید عشرت کو شکریے کا خط لکھیں گے۔ اس وقت وہ راجستھان جا رہے تھے۔

ایک زحمت اَور، ایک ٹیلی فون جناب محمد عبداللہ قریشی کو کیجیے۔ اُن سے کہیے کہ ''رُودادِ اقبال'' کا پہلا باب، جو غیر مطبوعہ ہے، مَیں ڈاکٹر جاوید اقبال کو دے آیا تھا۔ اس کا عنوان تھا: خاندان اور آبائی گاؤں۔ اس میں کچھ نئی باتیں ہیں۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ایک خط میں اس مضمون سے دل چسپی کا اظہار کیا تھا اور وہ اسے دیکھنا چاہتے تھے۔ اب تک وہ دیکھ چکے ہوں گے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ یہ مجلس ترقی ادب (یا بزمِ اقبال؟) کے اردو سہ ماہی ''اقبال'' [۷] میں چھپنا چاہیے۔ ویسے ڈاکٹر

جاوید اقبال نے کہا تھا کہ وہ اس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد اسے احمد ندیم صاحب قاسمی کو بھجوا دیں گے۔ امید ہے، یہ مضمون اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ گیا ہو [گا]۔ اگر نہ پہنچا ہو تو قریشی صاحب ڈاکٹر جاوید اقبال سے لے لیں۔

ویسے میری اطلاع کے لیے مجھے ازراہِ کرم یہ بتائیں کہ کیا بزمِ اقبال اور مجلس ترقی ادب ایک ہی ادارے کے دو مختلف نام ہیں ان کا انگریزی رسالہ ''اقبال'' تو میری نظر سے گزرا ہے۔ میرا مقالہ Islam and the Modern Age اسی انگریزی والے ''اقبال'' میں چھپا تھا(۸) کیا اس ادارے کا (بزمِ اقبال کا، یا مجلس ترقی ادب کا) اردو میں بھی کوئی جریدہ ''اقبال'' کے نام سے نکلتا ہے۔ مجلس ترقی ادب کا جریدہ ''صحیفہ'' تو کبھی کبھار میرے نام آ جاتا ہے۔ اس میں میرے دو ایک چھوٹے چھوٹے مضامین چھپے بھی ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ مضمون 'خاندان اور آبائی گاؤں' بہت طویل مضمون ہے۔ اقبال اکیڈیمی کے سہ ماہی ''اقبالیات'' میں تو سما سکتا ہے، دو یا تین قسطوں میں۔ معلوم نہیں، بزمِ اقبال (؟) کے جریدے ''اقبال'' (؟) میں سما بھی سکتا ہے یا نہیں۔ صاف کیے ہوئے طویل مضمون کے بارے میں یہ خیال بھی رہتا ہے کہ کہیں ضائع نہ ہو جائے۔[۹] یہاں سے بھیجا ہوا ایک بہت ہی طویل مضمون ''رودادِ اقبال'' کا 'حرفِ اوّل'[۱۰] محمد سہیل عمر صاحب تک نہیں پہنچا۔ یہ 'حرفِ اوّل' بہت ہی دل چسپ ہے اور اس میں اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ یہاں کس کس مزاج کے لوگ اقبالیات سے دل چسپی رکھتے ہیں۔ ایک تو اسے نقل کرنے میں بڑی محنت صرف ہوئی تھی (کیوں کہ فوٹو اسٹیٹ کاپی خراب نکلی تھی۔ جموں میں فوٹو اسٹیٹ کا اچھا انتظام ہے بھی نہیں، اور کئی صفحات کی عبارت کو قلم سے اجاگر کرنا پڑا تھا) اور پھر وہ رجسٹری سے بھیجا۔ پینتیس چالیس روپے کے ٹکٹ اس پر لگ گئے تھے۔ مضمون پھر بھی مکتوب الیہ تک نہ پہنچا۔ بہرطور یہ 'حرفِ اوّل' اب دوبارہ انھیں بھیجوں گا۔

خدا کرے، آپ ہر طرح خیریت سے ہوں۔

اس خط کی رسید کا انتظار رہے گا۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

میرے ایک شاگرد اسد اللہ وانی نے میری تمام کتابوں کے نام، تاریخ اشاعت، پبلشرز وغیرہ کے پتے تلاش کر کے یہ ایک Bio-Data تیار کیا ہے۔ اس خط کے ساتھ آپ کو بھیج رہا ہوں۔ اسے اپنے پاس محفوظ کر لیجیے گا، کبھی کام دے جائے گا۔

اس میں کہیں کہیں اغلاط بھی ہیں۔ آپ انھیں خود صحیح کر لیں گے، مثلاً اس میں مجھے ابھی تک صدرِ شعبۂ اردو لکھا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ اب تو میں ریٹائر ہو چکا اور اسی یونی ورسٹی میں ایمریٹس شپ [Emeritus ship] مجھے مل چکی ہے۔ اس طرح کی ایک اَور کوتاہی کے باوجود یہ کام کی چیز ہے۔ بس افسوس اس بات کا ہے کہ اپنے ملک میں میرے کام کی پوری قدر نہیں

ہوئی۔ ہاں، بڑی بات یہ ہے کہ جو کچھ مِلا ہے، بِن مانگے مِلا ہے اور اس خیال سے جو تسکین ہوتی ہے، لفظوں میں نہیں آسکتی۔

''محمد اقبال: ایک ادبی سوانح حیات'' [۱۱] کے سلسلے میں ایک اَور کام کی بات یاد آ گئی۔ اس کتاب میں جہاں جہاں لفظ واٹز ناسٹ آیا ہے، اسے ویگے ناسٹ کر دیں۔ صفحہ ۷۱ کا سارا حاشیہ حذف کر دیں؛ لیکن یہ اطلاع بھی تو دیں کہ کتاب واقعی چھپ رہی ہے یا پبلشر نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔

والسلام

آزاد

اس خط کی رسید کا انتظار رہے گا۔

آزاد

(۱۱)

جموں

۳۰؍جون ۱۹۸۶ء

محبِ گرامیِ قدر! آداب

یہاں آنے کے بعد ایک خط آپ کو براہِ راست لکھا اور ایک جناب محمد عبداللہ قریشی کی وساطت سے۔ امید کہ دونوں مِل گئے ہوں گے۔

امید کہ ''مرقع اقبال'' آپ کو موصول ہو گئی ہو گی۔ دہلی سے مَیں نے ڈاکٹر آغا سہیل (گورنمنٹ ایف سی کالج، لاہور) کے ہاتھ بھیجی تھی۔

ایک دفعہ آپ نے پوچھا تھا کہ سالِ رواں میں علامہ اقبال کے متعلق میرے کون کون سے مقالے چھپے ہیں، ان کی فہرست نیچے درج ہے:

۱۔ Last year ماہ نامہ ''معارف''، اعظم گڑھ...... دسمبر ۸۵ء...... ''رُودادِ اقبال'' (پہلا حصہ)

۲۔ ماہ نامہ ''معارف''، اعظم گڑھ...... جنوری ۸۶...... ''رُودادِ اقبال'' (دوسرا حصہ)

۳۔ ''ہماری زبان''، نئی دہلی...... (تاریخ یاد نہیں رہی ۸۶ء ہی ہے)...... 'کچھ اقبال کے بارے میں'

۴۔ ''رُوحِ ادب'' (سہ ماہی)، کلکتہ...... جون ۱۹۸۶ء...... 'اقبال کی تاریخ ولادت'

۵۔ ''توازن'' (سہ ماہی، سلسلہ نمبر ۶)، مالی گاؤں...... جنوری فروری مارچ ۸۶ء...... 'اقبال کی بعض نظمیں اور ان کے متروک اشعار'

۶۔ Last year ''زبان وادب'' (سہ ماہی)، پٹنہ...... اپریل مئی جون ۸۵ء...... 'اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام'

زحمت نہ ہو تو ازراہِ کرم محمد عبداللہ قریشی صاحب کے ساتھ ٹیلی فون پر بات کر لیں اور پوچھ لیں کہ انھیں میرا خط

مِل گیا ہے یا نہیں؟ اس خط میں کئی باتیں جواب طلب ہیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ مجھے ان کی کتاب ''آئینۂ اقبال'' کی ضرورت ہے۔ ان سے کہیے کہ بھجوادیں۔ حمزہ فاروقی صاحب کے ''سفر نامۂ اقبال''(۱) کی بھی ضرورت ہے۔ آپ کو زحمت تو ہوگی، لیکن یہ آپ بھجوادیں۔ حشر کے روز دونوں دوستوں کے ساتھ حساب ہوجائے گا۔

اس وقت آپ کا ایک عنایت نامہ سامنے ہے ۱۳رفروری ۸۶ء کا۔ اس کا جواب مَیں ابھی تک نہیں دے سکا، اب دے رہا ہوں۔ حیدر آباد میں بھی اس کے متعلق بات نہیں ہوئی۔

۱۔ ''فکرِ اقبال کے بعض اہم پہلو'' اور Iqbal: His poetry and Philosophy یہ دونوں کتابیں آپ کو حیدر آباد میں پیش کردی گئی تھیں۔

۲۔ ''مرقعِ اقبال'' ڈاکٹر آغا سہیل کے ہاتھ روانہ کردیا گیا تھا، مِل گیا ہوگا۔

۳۔ ''بچوں کا اقبال'' (ناشر: کپور برادرز) بھی، میرا خیال ہے، آپ کو حیدر آباد ہی میں پیش کردی گئی تھی۔ اگر نہ دی ہو تو لکھیں، مَیں یہاں سے رجسٹری کے ذریعے سے بھیج دوں گا۔ چھوٹی سی کتاب ہے (لیکن خیال یہی ہے کہ مَیں نے آپ کو دے دی تھی۔ اب ٹھیک سے یاد نہیں آرہا ہے)۔

۴۔ ''اقبال: زندگی، شخصیت اور شاعری''، ہوسکتا ہے، یہ کتاب آپ کو دہلی میں مِل گئی ہو۔ این سی ای آر ٹی نے چھاپی ہے۔ اگر نہ مِلی ہو تو اس کے بارے میں بھی اطلاع دیں۔ ''بچوں کا اقبال'' کے ساتھ ہی بھیج دوں گا۔

۵۔ ''اقبال اور اس کا عہد'' کے پہلے ہندستانی اڈیشن اور دوسرے ہندستانی اڈیشن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تیسرے ہندستانی اڈیشن میں ایک مضمون کا اضافہ ہے: 'اقبال کی شاعری'۔ یہ ''نگار'' (لکھنؤ) میں بھی چھپا تھا اور ''نگارِ پاکستان'' (کراچی) میں بھی۔ میرا خیال ہے، یہ مضمون آپ دیکھ چکے ہیں۔ شاید ''اقبال بحیثیت شاعر'' میں بھی یہی شامل ہے۔ یہ خط گھر سے لکھ رہا ہوں اور ''اقبال بحیثیت شاعر'' یونی ورسٹی میں ہے۔ شاید آپ نے اپنے ایک مضمون میں میرے مذکورہ مضمون 'اقبال کی شاعری' کا حوالہ بھی دیا ہے 'مسجد قرطبہ' کے تعلق سے (۲)

۶۔ ''اقبال کی کہانی'' (دس سے چودہ برس تک کے طلبہ کے لیے) ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۴ء کے اڈیشنوں میں کوئی فرق نہیں۔

آپ نے لکھا تھا کہ ''محمد اقبال: ایک ادبی سوانح حیات'' کی اشاعت آپ کے جو دوست کرنا چاہتے ہیں، وہ مئی جون تک کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جون تو اب قریب قریب گزر رہی گیا۔

مَیں نے اپنے ایک خط میں اُن اغلاط کی نشان دہی کی تھی، جو اس ہندستانی اڈیشن میں موجود ہیں، لیکن آپ نے بتایا تھا کہ یہ خط آپ کو نہیں مِلا۔ اب نیچے دوبارہ یہ نشان دہی کر رہا ہوں۔ از راہِ کرم کتابت سے قبل مطبوعہ ہندستانی اڈیشن میں یہ تمام اغلاط صحیح کردیں؛ ممنون ہوں گا۔

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۳	خاندان نے اسلام۔۔۔اور	خاندان نے اسلام قبول کیا۔بزرگ خاندان نے متعدد بارحج کرنے کے باعث بابالول حج نام پایااور
۱۹	۱	ستر ہویں صدی عیسوی کی بات ہے	پندرہویں صدی عیسوی کی بات ہے

صفحہ نمبر ۶۳ سے صفحہ نمبر ۷۷ تک جہاں جہاں لفظ واٹ ناسٹ آیاہے،اسے ویگے ناسٹ بنادیں۔

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
۷۶	پہلامصرع	بالہ رویاں	بالالہ رویاں
۱۰۴	۸	جج	چیف جسٹس

اس کے علاوہ آپ ایک نظر کتاب پر ڈال لیں اوران کے علاوہ اَورکوئی غلطی ہوتو اس کی بھی تصحیح کر دیں؛ممنون ہوں گا۔

مضمون کے متعلق محمد عبداللہ قریشی صاحب کا خط، مدت ہوئی، مِلا تھا۔ڈاکٹر جاوید اقبال نے مضمون ’خاندان اورآبائی گاؤں‘ قاسمی صاحب کوبھیج دیا تھااوروہ ’’اقبال‘‘ (اردو) میں شائع ہورہا ہے۔

لیجیے،آپ کےعنایت نامے کے دوسرے صفحے پر۵سوال اَوردرج ہیں،ان کے جواب، نامکمل ہی سہی، حاضر ہیں:

ا۔’’رُودادِ اقبال‘‘،(۳) کی دوجلدیں مکمل ہوچکی ہیں۔جلداوّل پندرہویں صدی سے ۱۹۰۵ء تک اور جلد دوم ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک۔دونوں جلدوں کے ابواب کی فہرست یہ ہے:

جلداوّل:

ا۔حرفِ اوّل	۲۔خاندان اورآبائی گاؤں
۳۔سپروسے سیال کوٹ	۴۔تاریخ ولادت
۵۔پیدائش،بچپن اورلڑکپن	۶۔اقبال:لاہور میں
۷۔۱۹۰۵ءتک کامتروک کلام	۸۔فکروفن کے ارتقا کاپس منظر(خودانتقادی کی روشنی میں)
۹۔اقبال اور ہندستان	۱۰۔انگلستان جانے کی تیاری

(ہاتھ کے لکھے ہوئے فل اسکیپ سائز کے قریباً سات سوصفحات)

جلددوم:

ا۔تمہید	۲۔لاہور سےلندن تک
۳۔اقبال:انگلستان میں	۴۔ایران میں مابعدالطبیعیات کاارتقا
۵۔عطیہ فیضی اورویگے ناسٹ	۶۔مغرب:اقبال کی نظر میں
۷۔اقبال:مغرب کی نظر میں	۸۔۱۹۰۵ء کے بعد کاکچھ متروک کلام

۹۔انگلستان سے روانگی

(ہاتھ کے لکھے ہوئے فل اسکیپ سائز کے قریباً ساڑھے چھے سو صفحات)

آپ نے اس کی اشاعت کے بارے میں پوچھا ہے۔ دراصل اس کی طباعت اور اشاعت سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ میرا کام تو یہ ہے کہ یونی ورسٹی کی فرمائش پر مَیں یہ کام مکمل کر دوں۔ طباعت تو یونی ورسٹی کا کام ہے اور یونی ورسٹی چند ناشرین سے بات کر رہی ہے۔ دو ایک ماہ تک، امید ہے، کوئی نہ کوئی نتیجہ سامنے آ جائے گا۔ اس وقت آپ کو اطلاع دوں گا۔

ترجمہ ''جاوید نامہ'' مَیں نے آل انڈیا اقبال صدی تقاریب کمیٹی کی فرمائش پر ۱۹۷۳ء میں مکمل کر لیا تھا۔ آج اسے مکمل کیے تیرہ برس گزر گئے۔ اس دَوران میں میری کئی کتابیں چھپ گئیں، اس کی باری نہ آ سکی۔ اس وقت آل انڈیا اقبال صدی تقاریب کمیٹی موجود تو ہے، لیکن ع: ہر چند کہیں کہ ہے، نہیں ہے۔ اب امید نہیں کہ یہ ادارہ یہ کتاب چھاپ سکے۔ مَیں نے بھی اس کے متعلق کسی پبلشر سے بات نہیں کی۔ چاہتا ہوں، اب کسی سے بات کروں۔ مَیں نے اس ترجمے میں اپنا خونِ جگر صرف کیا ہے۔ یہ ترجمہ پاکستان میں بھی چھپنا چاہیے۔

''معارف''، اعظم گڑھ کے شمارہ دسمبر ۸۵ء میں ''رُودادِ اقبال'' کے 'حرفِ اوّل' کا پہلا حصہ شائع ہوا تھا اور جنوری ۸۶ء میں دوسرا حصہ۔

'انگلستان جانے کی تیاری' ''قومی سوچ''، بمبئی میں چھپا۔ مہینا یاد نہیں، فروری یا مارچ تھا۔ اقبال کے استاد: آرنلڈ' [۴] چھپا ہے، لیکن بالکل یاد نہیں کہ کس رسالے میں۔ رسالے طلبہ لے جاتے ہیں، مَیں مانگنا بھول جاتا ہوں اور وہ واپس کرنا بھول جاتے ہیں۔ اور رسائل واپس مانگوں بھی کیا، گھر میں کتابوں کی جگہ مشکل سے نکال پاتا ہوں۔ چار کمرے فرش سے چھت تک کتابوں سے بھرے ہیں۔ کوئی دس ہزار کتاب بکسوں میں بند کر کے دہلی بھیج چکا ہوں۔ اب یہاں سے فارغ ہو کے دہلی واپس جاؤں گا تو ان تمام کتابوں کو سنبھالوں گا، اس لیے رسائل اگر طلبہ لے جاتے ہیں تو اچھا ہی کرتے ہیں۔

دیکھیے، یہ دانے پانی کی بات ہے۔ ۱۹۶۸ء میں دو برس کے لیے سری نگر آیا تھا۔ وہاں دس برس کام کرنے کے بعد سبک دوش ہوا۔ پھر جموں یونی ورسٹی نے بلا لیا تین برس کے لیے۔ ابھی تک یہیں ہوں۔ مستقبل کے بارے میں کسے معلوم ہے۔ ہم باہر کے لوگ ہیں، یہاں کے شہری بن نہیں سکتے اور جہاں کے شہری ہیں (دہلی کے)، وہاں سے نکلے بیس برس ہونے کو آ رہے ہیں۔ حفیظ صاحب نے کیا عمدہ کہا ہے:

جھگڑا دانے پانی کا ہے، دام و قفس کی بات نہیں
اپنے بس کی بات نہیں، صیاد کے بس کی بات نہیں

گویا میری زندگی تو ہجرت ہی میں بسر ہو گئی۔ راول پنڈی سے لاہور، لاہور سے دہلی، دہلی سے سری نگر اور سری نگر سے جموں۔ گویا اب واپسی کا سفر ہے۔ خدا کرے، اس سفر کا خاتمہ عیسیٰ خیل میں جا کر ہو، کیوں کہ سفر کی ابتدا وہیں سے ہوئی تھی۔ (۵)

اگلے دن ''نوائے وقت'' (لاہور) میں پڑھا کہ استادِ محترم ڈاکٹر سید عبداللہ بیمار ہیں۔ اس اطلاع سے طبیعت بہت پریشان ہے۔ خدا انھیں صحت دے۔ آپ اگر ہسپتال ان سے مِلنے جائیں عیادت کے لیے تو میرا سلام اُن کی خدمت میں عرض کر دیں۔(۶) اس مصرعے کے ساتھ:

ع تنت بہ نازِ طبیباں نیاز مند مباد

مَیں اُن کی صحت کے لیے ہر لمحہ دست بہ دعا ہوں۔ وہ ہمارے علم و ادب کی اور ہمارے تہذیب و تمدن کی بہت قیمتی متاع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ امید کہ آپ ہر طرح خیریت سے ہوں گے۔

نیاز مند

جگن ناتھ آزاد

پس نوشت:

یہ خط بہت طویل ہو گیا ہے۔ خدا کرے، آپ تک پہنچ جائے۔ اس کے اکثر حصے جواب طلب ہیں، ان حصوں کے جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام

جگن ناتھ آزاد

میرا گھر کا پتا یہ ہے:

A-25 Government Quarters,

Gandhi Nagar, Jammu Tawi

(J & K)-180004

بھائی جان! ایک اہم بات تو رہ ہی گئی۔ لفافہ بند کرنے کے بعد اسے کھولا ہے۔

کچھ مدت ہوئی، مَیں نے میراں بخش جلوہ کے بارے میں ایک مضمون پڑھا۔(۷) اب اس مضمون کی ضرورت ہے اور یاد نہیں آ رہا ہے کہ کہاں پڑھا ہے؟ خیال تو یہ ہے کہ ''اقبال ریویو'' (اردو) میں پڑھا ہے، لیکن اب جس قدر شمارے ''اقبال ریویو'' کے میرے پاس ہیں، مَیں نے سب دیکھ ڈالے ہیں، یہ مضمون نہیں مِل رہا ہے۔ یہ بھی یاد نہیں کہ اس کے لکھنے والے کون صاحب ہیں؟ یہ علامہ اقبال کے لڑکپن کے دوست تھے۔ علامہ جب انگلستان سے واپس آئے تو انھوں نے ان کے استقبالیہ جلسے میں نظم بھی پڑھی تھی (سیالکوٹ میں)۔ نظم تو جیسی تھی، سو تھی؛ لیکن مذکورہ مضمون کی مجھے ضرورت ہے۔ آپ کی نظر سے یہ مضمون گزرا ہو، یا اَب گزرے تو مطلع فرما کر ممنون کریں۔

آزاد

حواشی وتعلیقات

(۱)

۱۔ ''بالِ جبریل''، ص ۶۶

۲۔ عطاء الحق قاسمی (پ: یکم فروری ۱۹۴۳ء)۔ معروف مزاح نگار، سفرنامہ نویس، شاعر اور دانش ور۔

۳۔ منیرہ بیگم (پ: ۳۱/اگست ۱۹۳۰ء) اقبال کی دوسری اہلیہ (سردار بیگم) سے ان کی صاحب زادی۔ اقبال انھیں پیار سے 'بانو' کہا کرتے تھے۔ ان کی شادی علامہ کے دوست میاں امیر الدین کے صاحب زادے میاں صلاح الدین سے ہوئی۔

۴۔ میاں امیر الدین (۲/فروری ۱۸۸۹ء - ۱۵/اگست ۱۹۸۹ء)۔ لاہور کی معروف سماجی و سیاسی شخصیت۔ تحریک پاکستان کے کارکن۔ صدر: انجمن حمایت اسلام و انجمن اسلامیہ پنجاب؛ میونسپل کارپوریشن، لاہور کے میئر اور صوبائی و قومی اسمبلی کے رکن رہے۔

۵۔ عبدالقوی دسنوی (پ: یکم نومبر ۱۹۳۰ء) محقق، ناقد اور ادیب۔ سیفیہ کالج، بھوپال سے بطور صدر شعبۂ اردو سبک دوش ہوئے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: ''عبدالقوی دسنوی: ایک مطالعہ''، مرتبین: ڈاکٹر محمد نعمان + کوثر صدیقی۔ بھوپال ۲۰۰۱ء۔

۶۔ میاں منظر بشیر (۱۴/اکتوبر ۱۹۲۷ء - ۶/فروری ۲۰۰۱ء)۔ تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور مسلم لیگی رہنما۔ میاں بشیر احمد (۲۹/مارچ ۱۸۹۳ء - ۳/مارچ ۱۹۷۱ء) کے فرزند۔

۷۔ چودھری ریاض احمد (پ: ۱۱/نومبر ۱۹۳۶ء) مدیر: ''سویرا''، نامور ناشر۔

۸۔ چودھری نذیر احمد (۱۹۱۰ء - ۲۳/مئی ۱۹۷۱ء)۔ ترقی پسند ادیب۔ بانی: ماہ نامہ ''سویرا''، لاہور؛ نیا ادارہ، لاہور اور سویرا آرٹ پریس، لاہور۔

۹۔ ''ہماری زبان'': انجمن ترقی اردو (ہند)، نئی دہلی کا ہفت روزہ ترجمان۔

(۲)

۱۔ عبدالرحیم چغتائی: معروف مصور اور افسانہ نگار عبدالرحمٰن چغتائی اور اقبال شناس: ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے بھائی۔ مکتوب الیہ کا خیال ہے کہ آزاد صاحب نے کتاب عبداللہ چغتائی کو بھیجی ہوگی، نہ کہ عبدالرحیم چغتائی کو، کیوں کہ تینوں بھائیوں میں سے اقبال اور اقبالیات سے دلچسپی اور تعلق عبداللہ چغتائی کو سب سے زیادہ تھا۔

۲۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید (۱۲/اگست ۱۹۱۹ء - ۱۱/فروری ۱۹۹۵ء) عبدالمجید سالک کے فرزند۔ معلم، صحافی، مصنف، محقق۔ تحریک پاکستان کے کارکن۔ صدر شعبہ صحافت: پنجاب یونی ورسٹی، لاہور۔ اقبالیاتی کتاب: ''سرگذشتِ اقبال''۔

۳۔ ناشر، مکتبہ عالیہ، لاہور کے مہتمم۔ 'کلیم نشتر' ان کا قلمی نام تھا۔

۴۔ آزاد نے اپنی متذکرہ کتاب کے دیباچے میں عربی مقولے: اطلبو العلم و لو کان بالصین کو حدیثِ نبویؐ کے طور پر درج کیا تھا۔ ڈاکٹر ہاشمی نے توجہ دلائی کہ یہ حدیث نہیں، عربی مقولہ ہے۔ سند کے لیے دیکھیے: مولانا عبدالقدوس ہاشمی کا

مضمون 'معتبر و غیر معتبر روایات'، مشمولہ ''مجلّہ اسلامی تاریخ و ثقافت''، (شعبۂ اسلامی تاریخ، کراچی یونی ورسٹی) شمارہ:۱، ۲۰۰۷ء،ص ۱۷۳

۵۔ ''تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ'' اقبال کے انگریزی خطبات (مدراس) کا پہلا اردو ترجمہ از سید نذیر نیازی۔

۶۔ ڈاکٹر سلیم اختر (پ:۱۱/مارچ ۱۹۳۴ء)۔نقاد، افسانہ نگار اور ادیب۔ سابق استاد شعبۂ اردو: گورنمنٹ کالج، لاہور اور یونی ورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور۔ ''اقبال: شخصیت، افکار و تصورات...... مطالعہ کا نیا تناظر'' ان کا اقبالیاتی کلیات ہے، جس میں ان کی جملہ اقبالیاتی تحریریں شامل ہیں۔

(۳)

۱۔ ڈاکٹر انور محمود خالد (پ: یکم مارچ ۱۹۴۰ء)۔ شاعر، ادیب اور نقاد۔ سابق صدرِ شعبۂ اردو: گورنمنٹ کالج، فیصل آباد۔ ڈاکٹریٹ کے لیے انھوں نے ''اردو نثر میں سیرتِ رسولؐ'' کے موضوع پر وقیع تحقیقی مقالہ تحریر کیا تھا۔ آج کل (جنوری ۲۰۱۱ء) فیصل آباد میں مقیم ہیں۔ اقبالیاتی حوالے سے متعدد مضامین تحریر کر چکے ہیں۔

خالد صاحب نے جگن ناتھ آزاد کی کتاب ''اقبال اور کشمیر'' (مطبوعہ: علی محمد اینڈ سنز، سری نگر ۱۹۷۷ء) پر اپنے مضمون بعنوان: 'اقبال، مشاہیرِ کشمیر اور جگن ناتھ آزاد' (مطبوعہ: روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۴/جولائی ۱۹۷۸ء) میں چار سوالات اٹھائے تھے: (۱) کیا 'آں برہمن زادگانِ زندہ دِل' سے واقعی پنڈت موتی لعل نہرو اور پنڈت جواہر لعل مراد ہیں؟ (۲) کیا 'آں جواں کو شہر و دشت و در گرفت' سے شیخ عبداللہ (شیر کشمیر) مراد ہیں؟ (۳) کیا مُلا زادہ ضیغم لولابی دراصل سید انور شاہ کشمیری ہیں؟ (۴) کیا فی الحقیقت اقبال نے شیخ عبداللہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس میں تبدیل کر دیں؟

پہلے دو سوالات میں دیے گئے دونوں اشعار ''جاوید نامہ'' کے حصے بعنوان: زیارتِ امیر کبیر حضرت سید علی ہمدانی و مُلا طاہر غنی کشمیری (آں سوے افلاک) سے لیے گئے ہیں۔ مکمل اشعار:

آں برہمن زادگانِ زندہ دِل لالۂ احمر ز رُوے شاں خجل
آن جواں کو شہر و دشت و در گرفت پرورش از شیرِ صد مادر گرفت

جگن ناتھ آزاد نے اپنی کتاب میں 'برہمن زادگان' سے موتی لعل، جواہر لعل اور شیخ عبداللہ مراد لیے ہیں۔ اس موضوع پر مرتب کے نام ڈاکٹر انور محمود خالد کی مراسلت کے لیے رجوع کیجیے: ماہ نامہ 'الحمرا' لاہور، ستمبر ۲۰۰۹ء۔

۲۔ ''اقبال اور کشمیر'' از سلیم گیلانی، یونیورسل بکس، لاہور ۱۹۸۵ء (دوم)، بارِ اوّل: ۱۹۷۷ء۔ مندرجاتِ کتاب: کشمیر کا مذہبی اور فکری پس منظر، کشمیر کا تاریخی اور سیاسی پس منظر، کشمیر کی تحریک حریت اور اقبال، اہل کشمیر کلامِ اقبال میں، کشمیر کلام اقبال میں، اقبال کے آبا واجداد اور کشمیر، ساقی نامہ کا مطالعہ، تعلیقات۔

۳۔ ڈاکٹر صابر آفاقی (پ: ۹/مارچ ۱۹۳۳ء)۔ شاعر، محقق، مترجم، سفر نامہ نگار۔ ان کی کتاب کا نام بھی ''اقبال اور کشمیر'' ہے۔ کتاب کا دوسرا اڈیشن ڈاکٹر جاوید اقبال کے دیباچے کے ساتھ ''اقبال اور آزادیِ کشمیر'' کے نئے نام سے مقبول اکیڈمی، لاہور (۱۹۹۲ء) کی طرف سے شائع ہوا۔

۴۔ مراد ہے: دیوناگری رسم الخط میں انتخاب کلامِ اقبال۔

(۴)

۱۔ فیض احمد فیض (۱۳؍فروری ۱۹۱۱ء-۲۰؍نومبر ۱۹۸۴ء)۔ترقی پسند شاعر، ادیب اور نقاد۔ان کا شعری کلیات ''نسخہ ہائے وفا'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔اقبالیاتی کتب:''اقبال''،''انتخاب پیامِ مشرق''(منظوم اردو ترجمہ)۔

۲۔ قتیل شفائی (۲۴؍دسمبر ۱۹۱۹ء-۱۱؍جولائی ۲۰۰۱ء)۔ترقی پسند شاعر اور فلمی نغمہ نگار۔

۳۔ مکتوب الیہ کا یہ مقالہ بعنوان 'میر انیس اور اقبال' شعبۂ اردو، پشاور یونی ورسٹی کے مجلّے ''خیابان'' (انیس نمبر)، شمارہ: دسمبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا۔اب یہ مضمون ''اقبالیات: تفہیم و تجزیہ'' میں شامل ہے۔

۴۔ ماہ نامہ ''کتاب''، نیشنل بک فاؤنڈیشن کا ترجمان تھا اور اُس زمانے میں لاہور سے شائع ہوتا تھا۔اب یہ اسلام آباد سے نکلتا ہے۔آزاد صاحب کی مذکورہ کتاب پر مکتوب الیہ نے تبصرہ کیا تھا۔

۵۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم (۴؍اگست ۱۸۹۹ء-۷؍فروری ۱۹۷۸ء)۔پنجابی، اردو اور فارسی کے شاعر، مترجم اور نقاد۔استاد و صدرِ شعبۂ فارسی: گورنمنٹ کالج، لاہور۔ چیئرمین: پاکستان آرٹس کونسل؛ نائب صدر: اقبال اکادمی پاکستان۔اقبالیاتی کتب: ''نقشِ اقبال''(منظوم پنجابی ترجمہ)،''شرحِ صد شعرِ اقبال''،''علامہ اقبال''(فارسی سے ترجمہ)،''انتخابِ کلامِ اقبال''، ''سر پردۂ افلاک''(''جاوید نامہ'' کا آزاد منظوم ترجمہ)۔

۶۔ ڈاکٹر انور محمود خالد کو اس واقعے کی بابت کوئی بات یاد نہیں۔

(۵)

۱۔ صدیقی صاحب سے مراد مسیح الدین صدیقی (۱۹۳۱ء-۲؍دسمبر ۲۰۰۱ء) ہیں۔ ماہرِ تعلیم، بیوروکریٹ۔اوّلین سیکرٹری اور ڈائریکٹر: اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد۔جگن ناتھ آزاد کے اس دَورے کا انتظام حکومتِ پاکستان نے کیا تھا اور صدیقی صاحب اس دَورے میں افسرِ مہمان داری تھے۔

۲۔ غالب کا شعر یوں ہے:

کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں! اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

۳۔ جگن ناتھ کے والد: تلوک چند محروم یکم جولائی ۱۸۸۷ء کو موضع نور پور زمان شاہ، تحصیل عیسیٰ خیل (میانوالی) میں پیدا ہوئے اور ۶؍جنوری ۱۹۶۶ء کو دہلی میں انتقال کیا۔ ۱۹۰۸ء میں اقبال کی یورپ سے واپسی پر محروم نے ایک نظم 'سلام و پیام' (مطبوعہ ''مخزن''، نومبر ۱۹۰۸ء) میں اقبال کا استقبال ان الفاظ میں کیا:

آنا ترا مبارک، یورپ سے آنے والے احبابِ منتظر کو صورت دِکھانے والے

اس نظم کو پڑھ کر اقبال نے ۴؍جنوری ۱۹۰۹ء کو انھیں شکریے کا خط لکھا (مشمولہ: ''خطوطِ اقبال''، ص ۱۰۴)، لیکن اقبال سے ان کی پہلی ملاقات ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔شعری مجموعوں میں ''رباعیاتِ محروم''، ''نیرنگِ معانی''، ''شعلہ نوا'' اور ''کاروانِ وطن'' شامل ہیں۔

۴۔ محمد طفیل (۱۴؍اگست ۱۹۲۳ء-۴؍جولائی ۱۹۸۶ء)۔مدیر: ''نقوش''، خاکہ نگار اور ادیب۔

۵۔ آرتھر جان آربری: Arthur John Arberry (۱۹۰۵ء-۱۹۶۹ء)۔ پروفیسر آربری کیمبرج میں پاکستانی طلبہ کی ایسوسی ایشن کے زیرِ اہتمام یومِ اقبال کی تقریبات میں باقاعدگی سے شرکت کیا کرتے تھے۔ڈاکٹریٹ کے لیے جاوید

اقبال کا تحقیقی مقالہ انھیں کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اقبالیاتی تراجم:

The Tulip of Sinai, Persian Psalms, The Mystries of Selflessness, Iqbal's Complaint and Answer, Javid Nama

۶۔ بقول ڈاکٹر ہاشمی: کتاب کے ناشر جمیل النبی مرحوم کو بارہا زبانی اور تحریری توجہ دلائی گئی۔ افسوس کہ وہ آخر تک اسے بطور حدیثِ نبوی ہی چھاپتے رہے۔

۷۔ این میری شمل: Annemarie Schimmel (۱۹۲۲ء-۲۰۰۳ء)۔ معلم، دانش ور، جرمن نژاد مستشرق۔ جرمن، انگریزی، عربی، فارسی، ترکی، اردو، سندھی سمیت متعدد زبانیں بول اور پڑھ سکتی تھیں۔ ''جاوید نامہ'' کا ترکی زبان میں ترجمہ کیا۔ ان کی خواہش تھی کہ اُن کی تدفین سندھ میں ٹھٹھہ کے قریب مکلی کے قبرستان میں کی جائے، لیکن جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کو نظر انداز کرتے ہوئے انھیں فوری طور پر بون کے عیسائی قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ اِدھر اقبال اکادمی پاکستان نے مکلی کے قبرستان میں ایک غائبانہ رسمِ تعزیت ادا کی اور ان کی قبر کے لیے مختص جگہ پر ایک کتبہ لگا دیا گیا۔ ان کی مطبوعات کی تعداد غالباً ایک سو پانچ ہے۔ اقبالیاتی کتب:

Cavidname, Botschaft der Ostens, Das Buch der Ewigkeit, Persischer Psalter, Muhammad Iqbal: Poet and Philosopher, Gabriel's Wing.

(۶)

۱۔ اس خط کے سرنامے پر یہ دونوں تاریخیں درج ہیں، چناں چہ یہاں بھی دونوں لکھ دی گئی ہیں۔

۲۔ مطبوعہ: ''مجلّہ تحقیق''، اورینٹل کالج، لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۳۱-۴۲؛ مشمولہ ''اقبال'۸۴'' از ڈاکٹر وحید عشرت (۱۹۸۶ء) ص ۲۵۴-۲۷؛ مشمولہ ''اقبالیات: تفہیم و تجزیہ'' از ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ص ۱۷۳-۲۰۱

۳۔ مشمولہ: ''نقوش''، شمارہ ۱۲۳، ستمبر ۱۹۷۷ء۔ اس میں 'اقبال کی اپنے کلام پر نظرِ ثانی' کے علاوہ آزاد کا ایک اَور مضمون 'اقبال کا مثالی انسان' بھی شائع ہوا تھا۔

(۷)

۱۔ سرور سے مراد پروفیسر آلِ احمد سرور ہے۔

۲۔ جگن ناتھ آزاد اس ارادے کو رُو بہ عمل نہیں لا سکے۔

۳۔ ''جاوید نامہ'': مصور اڈیشن (مصور: جمی انجینئر) اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۸۲ء

۴۔ ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ''

۵۔ پروفیسر خواجہ غلام صادق (۳ر اپریل ۱۹۲۳ء-۲۶ر ستمبر ۱۹۸۴ء) معلم، ادیب۔ صدرِ شعبۂ فلسفہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور اور پنجاب یونی ورسٹی، لاہور۔ وائس چانسلر: آزاد جموں و کشمیر یونی ورسٹی، مظفر آباد۔ سربراہ: یونی ورسٹی گرانٹس کمیشن، اسلام آباد۔

۶۔ ڈاکٹر وحید قریشی (۱۴ر فروری ۱۹۲۵ء-۱۷ر اکتوبر ۲۰۰۹ء) استاذ الاساتذہ، محقق، نقاد، شاعر۔ صدرِ شعبۂ اردو اور پرنسپل: پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور؛ ڈین: فیکلٹی آف اسلامک اینڈ اورینٹل لرننگ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور؛ ناظم: اقبال اکادمی،

لاہور؛ ناظم: بزمِ اقبال، لاہور؛ صدر نشین: مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد؛ ناظم: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور۔ مدیر: ''صحیفہ''، لاہور؛ ''اورینٹل کالج میگزین''، لاہور؛ ''اخبارِ اردو''، اسلام آباد؛ ''مخزن''، لاہور۔ بانی مدیر: ''مجلّہ تحقیق''، لاہور۔ پروفیسر ایمریطس: گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی، لاہور۔ متعدد تنقیدی و تحقیقی کتب کے مصنف۔ اقبالیاتی کتب: ''اقبال اور پاکستانی قومیت''، ''اساسیاتِ اقبال''۔

۷۔ ڈاکٹر محمد معروف (یکم اگست ۱۹۳۸ء- ۱۳/اگست ۲۰۰۶ء)۔ معلم، فلسفی اور اقبال شناس۔ استاد شعبۂ فلسفہ: گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور/گورنمنٹ کالج، لاہور؛ پرنسپل: گورنمنٹ کالج، شیخوپورہ/گورنمنٹ اسلامیہ کالج، لاہور؛ ریسرچ اسکالر: پنجاب یونی ورسٹی، لاہور۔ اقبالیاتی کتب:

Iqbal and His Contemporary Western Religious Thought, Iqbal's Philosophy of Religion, Iqbal: Mind and Art, Contribution to Iqbal's Thought۔

۸۔ بحوالہ: ''ارمغانِ حجاز''، ص۱۱۶...... مکمل رُباعی اس طرح ہے:

سحر ہا در گریبانِ شب ِ اوست — دو گیتی را فروغ از کوکب ِ اوست
نشانِ مردِ حق دیگر چہ گویم — چو مرگ آید تبسم بر لب ِ اوست!

بیاضِ ''ارمغانِ حجاز''، ص ۴۷ (مملوکہ: اقبال میوزیم، جاوید منزل، لاہور)، ''ارمغانِ حجاز'' (شیخ محمد اشرف، لاہور نومبر ۱۹۳۸ء)، ''کلیاتِ اقبال'' فارسی (شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور ۱۹۷۳ء و ما بعد) اور ''کلیاتِ اقبال'' فارسی (اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۹۰ء) کی اشاعتوں میں یہ رباعی مذکورہ صورت میں ہے۔

غلام رسول مہر لکھتے ہیں کہ ۷/مارچ [۱۹۳۸ء] کی شام کو مَیں اور سالک صاحب حاضر خدمت ہوئے تو بظاہر طبیعت کسی قدر بہتر معلوم ہوتی تھی۔ وہ خود فرماتے لگے: 'اَب تو مَیں کمرے کے اندر تھوڑا سا چل پھر بھی لیتا ہوں'۔ ہم نے عرض کیا: 'خدا کے فضل سے، چند روز میں اتنی صحت ہو جائے گی کہ آپ کوٹھی کے صحن میں چہل قدمی فرما لیا کریں گے'۔ مسکرا کر کہنے لگے: 'مَیں موت سے نہیں ڈرتا، بلکہ خندہ پیشانی کے ساتھ اس کی پیشوائی کے لیے تیار ہوں'۔ ساتھ ہی اپنا یہ شعر سنایا۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم — چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست

(''اقبال نامہ'' مرتبۂ چراغ حسن حسرت، ص ۵۵)

ایک روایت کے مطابق: اقبال نے اپریل ۱۹۳۸ء میں ایک روز اپنے برادرِ معظم: شیخ عطا محمد کے سامنے مذکورہ مصرع تبدیل شدہ صورت میں...... نشانِ مردِ مومن با تو گویم...... پڑھا۔ (ماخوذ: ''اقبال دُرونِ خانہ'' اوّل، ص ۴۲)

(۸)

۱۔ یہ شعر فیضی فیاضی کا ہے، جو فیضی دکنی کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔

۲۔ ''جاوید نامہ'' کا مذکورہ ترجمہ شائع نہیں ہو سکا۔

۳۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد کئی برسوں سے علامہ اقبال کی ایک مفصل سوانح حیات (''رُودادِ اقبال'') پر کام کر رہے تھے اور غالباً تین چار جلدیں تیار کر چکے تھے۔ ان کا منصوبہ تھا کہ سات جلدوں میں اقبال کی مفصل سوانح عمری تیار کی جائے۔

(''اقبالیات: تفہیم و تجزیہ''، ص ۲۶۶) تاہم یہ سوانح عمری ابھی تک منصۂ شہود پر نہیں آسکی۔

۴۔ درست نام علامہ ''اقبال کی پہلی بیوی یعنی والدۂ آفتاب اقبال''۔مطبوعہ: مجلس محبانِ علامہ اقبال پاکستان، کراچی ۱۹۶۷ء۔مؤلف: مولانا سید حامد جلالی (۱۹۰۴ء-۳۰/اپریل ۱۹۷۳ء)۔صحافی، ادیب، عالمِ دین، مفسر قرآن، شارحِ حدیث، تحریک پاکستان کے کارکن۔

۵۔ مطبوعہ: اقبال اکیڈمی، لاہور ۱۹۴۳ء۔

۶۔ 'کچھ فراق کے بارے میں'، مشمولہ ''اوراق''، شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۸۳ء، ص ۱۵۶-۱۸۱

۷۔ 'جوش اور اقبال'، مشمولہ ''اوراق''، شمارہ جولائی اگست ۱۹۸۴ء، ص ۱۸۹-۲۰۱

۸۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار (۱۵/اگست ۱۹۲۴ء-۱۳/جون ۲۰۰۷ء)۔معلم، شاعر، نقاد، محقق اور اقبال شناس۔صدر شعبۂ اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور۔ملازمت سے سبک دوشی کے بعد چند برس استنبول یونی ورسٹی میں اردو پڑھاتے رہے۔۲۷/مارچ ۱۹۹۴ء سے وفات تک بزمِ اقبال، لاہور کے اعزازی سیکرٹری رہے۔اقبالیاتی کتب: ''اقبال کا ذہنی ارتقا''، ''اقبال: ایک مطالعہ''، ''اکبر اور اقبال''، ''اقبال کا پیام: نژادِ نو کے نام''، ''اکبر اور اقبال: نئے تناظر میں''۔

(۹)

۱۔ اس خط کے سرنامے پر یہ دونوں تاریخیں درج ہیں، چناں چہ یہاں بھی دونوں لکھ دی گئی ہیں۔

۲۔ غالبؔ کا یہ شعر مکمل صورت میں اس طرح ہے:

نے مژدۂ وصال، نہ نظارۂ جمال مدت ہوئی کہ آشتیِ چشم و گوش ہے

۳۔ شاعر: ذوقؔ، ''کلیاتِ ذوقؔ''، مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبعِ دوم ۲۰۰۹ء، ص ۲۰۱۔

۴۔ اقبال کی حیدر آباد میں کس ضعیف مغل شہزادے سے ملاقات ہوئی؟ معلوم نہیں ہو سکا۔

۵۔ عطیہ فیضی (یکم اگست ۱۸۷۷ء-۴/جنوری ۱۹۶۷ء)۔ماہر موسیقی اور ادیبہ۔اقبال سے بہت متاثر تھیں۔اپنے نام اقبال کے خطوط، بعض دوسری تحریروں کا عکس، یورپ میں اقبال کے تعلیمی دور کی بعض یادداشتیں اور تفصیل عطیہ فیضی نے اپنی کتاب Iqbal میں مرتب کر کے شائع کر دی۔مترجمین: ضیاء الدین احمد برنی، عبدالعزیز خالد، منظر عباس نقوی۔عطیہ بیگم کے الفاظ ہیں:

----Iqbal presented his original MS. of Political Economy to me. (P-21)

۶۔ اس سے مراد: واکر کی تصنیف Political Economy کا وہ اردو ترجمہ و تلخیص نہیں ہے، جو اقبال نے اورینٹل کالج میں بطور میکلوڈ عربیک ریڈر ملازمت کے دوران کیا تھا۔اصل مسودہ تو کالج میں جمع کرایا ہوگا۔یہ ترجمہ شائع نہیں ہوا۔قرینِ قیاس ہے کہ اقبال نے اپنی اردو کتاب ''علم الاقتصاد'' (طبعِ اوّل لاہور نومبر ۱۹۰۴ء) کا ایک نسخہ عطیہ کو دیا ہوگا۔'اصل مسودے' کی بات فقط مبالغہ ہے۔

۷۔ ''نقوش''، لاہور نمبر، شمارہ ۹۲، فروری ۱۹۶۲ء۔

۸۔ حکیم احمد شجاع (۴/اگست ۱۸۹۴ء-۴/جنوری ۱۹۶۹ء)۔شاعر، افسانہ نگار، مترجم، ڈراما نگار، فلمی کہانی نویس، صحافی اور مفسر قرآن۔سیکرٹری: مجلس زبان دفتری (۱۹۴۸ء-۱۹۶۹ء)، سیکرٹری: پنجاب / مغربی پاکستان اسمبلی (۱۹۵۱ء-۱۹۶۳ء)۔

''خوں بہا''ان کی یادداشتوں اور شاعری کا مجموعہ ہے۔متعدد کتب کے مصنف و مؤلف۔

۹۔ یہ مضمون 'اقبال اور اورینٹل کالج' کے عنوان سے ''اورینٹل کالج میگزین'' کے شمارے جولائی ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔ بعد میں گورنمنٹ کالج، لاہور کے مجلّہ ''اقبال'' (اقبال نمبر) ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔اپنی ابتدائی صورت میں یہ مضمون ''اقبال'' لاہور، شمارہ اپریل ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی نے اسے ''اقبال شناسی اور جرنل ریسرچ'' کے لیے منتخب کیا۔اب یہ ڈاکٹر ذوالفقار کی کتاب ''اقبال: ایک مطالعہ'' (بزمِ اقبال، لاہور، طبعِ دوم) میں شامل ہے۔

(۱۰)

۱۔ یہ حافظ کا شعر ہے، لیکن اس کا مصرعِ اولیٰ اور مصرعِ ثانی کا تعلق الگ الگ اشعار ہے۔دونوں اشعار کی اصل صورت درج ذیل ہے:

اے غائب از نظر کہ شدی ہم نشینِ دل می گویمت دعا و ثنا می فرستمت
در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

۲۔ حفیظ جالندھری (۱۴؍جنوری ۱۹۰۰ء-۲۱؍دسمبر ۱۹۸۲ء)۔شاعر، افسانہ نگار، تحریک پاکستان کے کارکن، پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کے قومی ترانوں کے خالق۔ان کا ایک کارنامہ چار جلدوں پر مشتمل ''شاہ نامۂ اسلام'' ہے۔نظموں اور گیتوں کے متعدد مجموعے شائع ہوئے۔

۳۔ مراد ہے: سید حامد الجلالی کی کتاب ''علامہ اقبال کی پہلی بیوی یعنی والدۂ آفتاب اقبال''۔

۴۔ ایسی کوئی کتاب پاکستان سے شائع نہیں ہوئی۔

۵۔ ڈاکٹر وحید عشرت (۱۱؍فروری ۱۹۴۴ء-۶؍مئی ۲۰۰۹ء)۔صحافی، شاعر، مترجم، ادیب، محقق اور اقبال شناس۔ڈپٹی ڈائریکٹر ادبیات: اقبال اکادمی پاکستان، لاہور۔اقبالیاتی کتب: ''تجدیدِ فکریاتِ اسلام''، ''اقبال کا نظریہ پاکستان''، ''اقبال: فلسفے کے تناظر میں''، ''علامہ اقبال اور خلیفہ عبدالحکیم کی نظر میں مسلم دنیا کی بازآفرینی کا مسئلہ''، ''اقبال اور خلیفہ عبدالحکیم کے عمرانی تصورات''۔

۶۔ ڈاکٹر تاراچرن رستوگی (یکم جولائی ۱۹۱۹ء-۲۵؍فروری ۱۹۹۷ء)۔نقاد، محقق۔انھوں نے تاریخ، اقتصادیات، فارسی اور انگریزی میں ایم اے اور انگریزی ادبیات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔اردو اور لاطینی پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ان کی بعض انگریزی تصانیف کا تعلق اسلام، فارسی ادبیات اور تصوف سے ہے۔اقبالیاتی تصانیف:

Western Influence in Iqbal,Iqbal in Final Countdown

۷۔ سہ ماہی ''اقبال'' بزمِ اقبال، لاہور کا ترجمان جریدہ ہے؛ ''صحیفہ'' مجلس ترقی ادب، لاہور شائع کرتی ہے۔

۸۔ Iqbal لاہور، جنوری ۱۹۷۹ء، ص ۳۱-۶۱

۹۔ مضمون 'علامہ اقبال کا خاندان اور آبائی گاؤں' مطبوعہ: سہ ماہی مجلّہ ''اقبال''، بزمِ اقبال، لاہور۔جنوری اپریل ۱۹۸۸ء، ص ۱۵-۳۶

۱۰۔ یہ کتاب شائع نہیں ہو سکی۔

۱۱۔ آزاد کی یہ تصنیف بھارت میں ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، دریا گنج، دہلی کی طرف سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔

(۱۱)

۱۔ ''سفر نامۂ اقبال'' از محمد حمزہ فاروقی (پ: ۲۷/جنوری ۱۹۴۵ء) سفر نامہ نگار اور محقق۔ دیگر اقبالیاتی کتب: ''حیاتِ اقبال کے چند مخفی گوشے''، ''اقبال کا سیاسی سفر''۔

۲۔ پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا یہ مضمون 'اقبال کی شاعری'، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی مرتبہ کتاب ''اقبال بحیثیت شاعر'' میں شامل ہے۔ اس سے پہلے یہ ''نگارِ پاکستان''، کراچی، جنوری ۱۹۶۲ء میں شائع ہو چکا تھا۔

۳۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ غالباً یہ کتاب شائع نہیں ہو سکی۔

۴۔ پروفیسر تھامس واکر آرنلڈ (۱۹/اپریل ۱۸۶۴ء-۹/جون ۱۹۳۰ء)۔ معروف فلسفی۔ انگریزی، جرمن، اطالوی، فرانسیسی، روسی، ڈچ، پرتگالی اور ہسپانوی کے علاوہ اردو، عربی، فارسی اور سنسکرت زبانیں بھی جانتے تھے۔ سٹی آف لندن سکول اور میگڈالین کالج، کیمبرج سے تعلیم حاصل کی۔ ایم اے او کالج، علی گڑھ اور گورنمنٹ کالج، لاہور میں فلسفے کے استاد اور اورینٹل کالج، لاہور کے پرنسپل رہے۔ لندن واپس جا کر (۱۹۰۴ء-۱۹۱۹ء) انڈیا آفس لائبریری میں اسسٹنٹ لائبریرین مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۰ء تک وزیرِ تعلیم ہند کے مشیر کے فرائض بھی انجام دیے۔ اقبال نے گورنمنٹ کالج، لاہور میں انھی سے تعلیم کے ساتھ علمی تربیت بھی حاصل کی۔ قیامِ یورپ کے دَوران میں بھی اقبال کو ان کی رفاقت و مشاورت میسر رہی۔

۵۔ جگن ناتھ آزاد عیسیٰ خیل میں پیدا ہوئے تھے، چناں چہ فطری طور پر وہ اپنے آخری ایام اپنی جنم بھومی میں گزارنے کے خواہش مند تھے۔

۶۔ سید صاحب پر چند ماہ قبل فالج کا حملہ ہوا تھا، چناں چہ کچھ ہی عرصہ بعد وہ ۱۴/اگست ۱۹۸۶ء کو جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

۷۔ منشی میراں بخش جلوہ سیال کوٹی، اقبال کے لڑکپن کے دوست۔ عرضی نویس اور وقائع نویس۔ رُکن: انجمن مدرستہ القرآن اور انجمن اسلامیہ، سیال کوٹ۔ سید میر حسن، محمد دین فوق، مولانا محمد حسن فیضی اور دیگر اکابر سے دوستانہ مراسم تھے۔ انجمن حمایتِ اسلام کے جلسوں میں شریک ہوتے اور نظمیں پڑھتے تھے۔ مختلف علمی، دینی اور معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر ۲۶/جنوری ۱۹۰۱ء کو سیال کوٹ میں منعقدہ تعزیتی اجلاس میں علامہ اقبال اور مولوی فیروز الدین فیروز کی تقاریر کے بعد منشی میراں بخش جلوہ نے تقریر کی اور پُر درد نوحہ پڑھا۔ پانچ شعری مجموعوں کے علاوہ جواں سال بیٹے (اکبر علی) کی رحلت پر موصول ہونے والے تعزیتی خطوط اور نظموں کو مرتب کر کے ''یادگارِ اکبر'' کے نام سے شائع کیا۔ ('اقبال کا ایک ہم عصر' از نور محمد قادری۔ مطبوعہ: ''اقبال ریویو'' لاہور۔ جولائی ۱۹۸۴ء۔ ص ۴۹-۵۶)

کتابیات

۱۔ ''اردو نثر میں سیرتِ رسولؐ' از ڈاکٹر انور محمود خالد۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۸۹ء

۲۔ ''ارمغانِ حجاز''، محمد اقبال۔ شیخ محمد اشرف، لاہور نومبر ۱۹۳۸ء

۳۔ ''ارمغانِ حجاز''، (بیاض) محمد اقبال۔ مملوکہ: اقبال میوزیم، جاوید منزل، لاہور

۴۔ ''اقبال: ایک مطالعہ''، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار۔ بزمِ اقبال، لاہور ۱۹۹۷ء (دوم)

۵۔ ''اقبال: زندگی، شخصیت اور شاعری''، جگن ناتھ آزاد۔ نیشنل کونسل فار ایجوکیشن ریسرچ اینڈ ٹریننگ، نئی دہلی ۱۹۷۷ء

۶۔ ''اقبال: شخصیت، افکار و تصورات...... مطالعہ کا نیا تناظر' از ڈاکٹر سلیم اختر۔ سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

۷۔ ''اقبال اور اس کا عہد'، جگن ناتھ آزاد۔ قوسین، لاہور ۱۹۷۷ء (چہارم)

۸۔ ''اقبال اور آزادیِ کشمیر' از ڈاکٹر صابر آفاقی۔ مقبول اکیڈمی، لاہور ۱۹۹۲ء

۹۔ ''اقبال اور کشمیر' از ڈاکٹر صابر آفاقی۔ اقبال اکادمی پاکستان، لاہور ۱۹۷۷ء

۱۰۔ ''اقبال اور کشمیر' از سلیم گمی۔ یونیورسل بکس، لاہور ۱۹۸۵ء (دوم)

۱۱۔ ''اقبال اور کشمیر' از جگن ناتھ آزاد۔ علی محمد اینڈ سنز، سری نگر ۱۹۷۷ء

۱۲۔ ''اقبال اور کشمیر''، جگن ناتھ آزاد۔ محمد علی اینڈ سنز، سری نگر ۱۹۷۷ء

۱۳۔ ''اقبال اور مغربی مفکرین''، جگن ناتھ آزاد۔ مکتبہ عالیہ، لاہور ۱۹۸۰ء (دوم)

۱۴۔ ''اقبال بحیثیت شاعر''، رفیع الدین ہاشمی۔ مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۷۷ء

۱۵۔ ''اقبال کے چند جواہر ریزے''، پروفیسر خواجہ عبدالحمید۔ اقبال اکیڈمی، لاہور ۱۹۴۳ء

۱۶۔ ''اقبال درُونِ خانہ' اوّل، خالد نظیر صوفی۔ بزمِ اقبال، لاہور ۱۹۷۱ء

۱۷۔ ''اقبال شناسی اور جرنل ریسرچ''، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ بزمِ اقبال، لاہور ۱۹۸۹ء

۱۸۔ ''اقبال شناسی اور مخزن''، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ بزمِ اقبال، لاہور ۱۹۸۹ء

۱۹۔ ''اقبال کی طویل نظمیں''، رفیع الدین ہاشمی۔ سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۸۱ء (دوم)

۲۰۔ ''اقبال کی کہانی''، جگن ناتھ آزاد۔ ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی ۱۹۷۶ء

۲۱۔ ''اقبال نامہ' مرتبہ چراغ حسن حسرت۔ تاج کمپنی، لاہور، س ن

۲۲۔ ''اقبالیات کے تین سال''، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ حرا پبلی کیشنز، لاہور ۱۹۹۲ء

۲۳۔ ''اقبالیاتی جائزے''، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔ گلوب پبلشرز، لاہور ۱۹۹۰ء

۲۴۔ ''اقبال' ۸۴ء از ڈاکٹر وحید عشرت۔ اقبال اکادمی، نیو مسلم ٹاؤن، لاہور ۱۹۸۶ء

۲۵۔ ''اقبال' (عطیہ فیضی)، ترجمہ: عبدالعزیز خالد۔ آئینہ ادب، لاہور ۱۹۷۵ء

۲۶۔ ''اقبال''(عطیہ فیضی)،ترجمہ:ضیاءالدین برنی۔اقبال اکادمی پاکستان،کراچی۱۹۵۶ء

۲۷۔ ''بالِ جبریل''،محمد اقبال،اقبال اکادمی پاکستان،لاہور،سوم۱۹۹۵ء

۲۸۔ ''تحقیق اقبالیات کے ماخذ''،ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔اقبال اکادمی پاکستان،لاہور۱۹۹۶ء

۲۹۔ ''تشکیل جدید الٰہیاتِ اسلامیہ''ازسید نذیر نیازی۔بزمِ اقبال،لاہور۱۹۵۸ء

۳۰۔ ''تصانیفِ اقبال کا تحقیقی وتوضیحی مطالعہ''،ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی۔اقبال اکادمی پاکستان،لاہور۱۹۸۲ء

۳۱۔ ''جاوید نامہ'':مصور اڈیشن(مصور:جمی انجینئر)اقبال اکادمی پاکستان،لاہور۱۹۸۲ء

۳۲۔ ''جاوید نامہ''،محمد اقبال۔شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور۱۹۷۴ء

۳۳۔ ''خطوطِ اقبال''،رفیع الدین ہاشمی(مرتب)،مکتبہ خیابانِ ادب،لاہور۱۹۷۶ء

۳۴۔ ''سفر نامۂ اقبال''،محمد حمزہ فاروقی۔مکتبہ معیار،کراچی۱۹۷۳ء

۳۵۔ ''عبدالقوی دسنوی:ایک مطالعہ''،مرتبین:ڈاکٹر محمد نعمان+کوثر صدیقی۔بھوپال۲۰۰۱ء

۳۶۔ ''علامہ اقبال کی پہلی بیوی یعنی والدۂ آفتاب اقبال''،مولانا سید حامد جلالی۔مجلس محبانِ علامہ اقبال پاکستان،کراچی۱۹۶۷ء

۳۷۔ ''علم الاقتصاد''،محمد اقبال۔کارخانہ پیسہ اخبار،لاہور۱۹۰۳ء

۳۸۔ ''فکرِ اقبال کے بعض اہم پہلو''،جگن ناتھ آزاد۔شیخ غلام محمد اینڈ سنز،سری نگر۱۹۸۲ء

۳۹۔ ''کتابیاتِ اقبال''،رفیع الدین ہاشمی۔اقبال اکادمی پاکستان،لاہور۱۹۷۷ء

۴۰۔ ''کلیاتِ اقبال''اردو۔محمد اقبال۔اقبال اکادمی پاکستان،لاہور۱۹۹۰ء

۴۱۔ ''کلیاتِ اقبال''فارسی۔محمد اقبال۔شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور۱۹۷۳ء

۴۲۔ ''کلیاتِ ذوق''مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی،مجلس ترقی ادب،لاہور،طبع دوم۲۰۰۹ء

۴۳۔ ''محمد اقبال:ایک ادبی سوانح حیات''،جگن ناتھ آزاد۔موڈرن پبلشنگ،نئی دہلی۱۹۸۳ء

۴۴۔ ''محمد اقبال:ایک ادبی سوانح''،پروفیسر جگن ناتھ آزاد۔ماڈرن پبلشنگ ہاؤس،دریا گنج،دہلی،۱۹۸۵ء

۴۵۔ ''مرقع اقبال''،جگن ناتھ آزاد۔پبلی کیشنز ڈویژن،نئی دہلی۱۹۷۷ء

۴۶۔ Iqbal: His Poetry and Philosophy،جگن ناتھ آزاد۔یونی ورسٹی آف میسور۱۹۸۱ء

۴۷۔ Iqbal: Life and Works،جگن ناتھ آزاد۔

۴۸۔ Iqbal: Mind and Art،جگن ناتھ آزاد۔نیشنل بک ہاؤس،لاہور۱۹۸۳ء

رسائل وجرائد

۱۔ ''اقبال ریویو'' لاہور جولائی ۱۹۸۴ء
۲۔ ''اقبال'' لاہور، شمارہ اپریل ۱۹۶۳ء
۳۔ ''اقبال'' (اقبال نمبر)، گورنمنٹ کالج، لاہور ۱۹۷۷ء
۴۔ ''اقبال''، سہ ماہی مجلّہ بزمِ اقبال، لاہور۔ جنوری اپریل ۱۹۸۸ء
۵۔ ''الحمرا'' ماہ نامہ، لاہور ستمبر ۲۰۰۹ء
۶۔ ''اوراق''، شمارہ جولائی اگست ۱۹۸۴ء
۷۔ ''اوراق''، شمارہ نومبر دسمبر ۱۹۸۳ء
۸۔ ''اورینٹل کالج میگزین''، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور۔ جولائی ۱۹۷۷ء
۹۔ ''خیابان'' (انیس نمبر)، پشاور، شمارہ: دسمبر ۱۹۷۴ء
۱۰۔ ''مجلّہ اسلامی تاریخ وثقافت''، (شعبۂ اسلامی تاریخ، کراچی یونی ورسٹی) شمارہ: ۱، ۲۰۰۷ء
۱۱۔ ''مجلّہ تحقیق''، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور ۱۹۸۰ء
۱۲۔ ''مخزن''، لاہور نومبر ۱۹۰۸ء
۱۳۔ ''نقوش''، شمارہ ۱۲۳، ستمبر ۱۹۷۷ء
۱۴۔ ''نگارِ پاکستان''، کراچی، جنوری ۱۹۶۲ء
۱۵۔ Iqbal لاہور، جنوری ۱۹۷۹ء